رضیہ نور

’’نسیم الریاض‘‘ کے منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ

شہاب الدین خفاجی۔حالاتِ زندگی

آپ کا نام احمد بن محمد بن عمر ہے، اور لقب شہاب الدین، نسبت خفاجی ہے۔آپ مصری اور حنفی ہیں۔(۱) آپ خفاجی کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔خفاجی کی نسبت قبیلہ ھوازن کے خفاجہ بن عمر بن عقیل کی طرف ہے۔یہ لوگ گیارہ شاخوں میں منقسم ہیں۔(۲)

القلقشندی کے قول کے مطابق خفاجہ کی ایک شاخ زیریں مصر(ادنیٰ مصر) میں آباد تھی۔(۳) علامہ خفاجیؒ اس قبیلے کی طرف منسوب ہیں۔

علامہ خفاجیؒ کے شاگرد فضل اللہ بن محب اللہ المحبی (م ۱۰۸۲ھ) نے خفاجی کی نسبت کا یوں تذکرہ کیا ہے۔

الخفاجی نسبة إلی نسبة أبیه خفاجی و لا ادری معناه (۴)

خفاجیؒ کی نسبت اپنے والد خفاجی کی طرف تھی اور میں اس کا معنی نہیں جانتا۔

آپ ۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء کو قاہرہ کے قریب سریا قوس میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔آپ حنفی المسلک تھے۔(۵) بروکلمان نے آپ کو شافعی المسلک بیان کیا ہے۔(۶)

۱۔محمد فہر علام، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ: ج۸، بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، س۔ن: ص ۳۹۶

۲۔ایضاً: ص ۳۹۳

۳۔ایضاً: ص ۳۹۶

۴۔المحبی، فضل اللہ بن محب اللہ بن المحبی، خلاصۃ ال آثر: ج۱، بیروت: دار صادر، س۔ن: ص ۳۴۲

۵۔محمد فہر علام، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ: ج۸، ص ۳۹۶

۶۔کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی: ج۶، ص ۵۵

محبی نے سریاقوس کے بارے میں لکھا ہے:

سریاقوس خانقاہ کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات تھا۔(۱)

تعلیم وتعلم

علامہ خفاجیؒ کے والد نے آپ کے لیے بنیادی دینی تعلیم کا اہتمام کیا۔ آپؒ نے اپنے ماموں ابوبکر شنوائی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر ان سے علوم العربیہ، علم المعانی اور منطق پڑھی۔ آپؒ نے علی بن غانم المقدسی الخزرجی سے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی اور فقہ شافعی کی تعلیم نورالدین علی بن یحییٰ الزیادی سے حاصل کی۔ حدیث کی تعلیم شیخ الاسلام شمس الدین رملی سے حاصل کی۔ یہ مصر کے فقیہ تھے۔ آپ ان کے حلقۂ درس میں حاضر ہوتے، ان سے فروعات اور صحیح مسلم سے کچھ چیزیں پڑھیں۔ ان سے آپ نے ان کی تمام مؤلفات اور مرویات کی جو انہوں نے شیخ الاسلام قاضی زکریا الأنصاری سے روایت کیں اجازت حاصل کی۔ علامہ خفاجیؒ ایک طویل عرصے تک شیخ نورالدین علی الزیادی کے حلقۂ درس میں جاتے رہے۔

علی بن غانم المقدسی الخزرجی سے، علامہ خفاجیؒ نے حدیث پڑھی، جو اپنے عہد کے حنفیہ کے استاد تھے۔ کتاب الشفا کا درس علامہ ابراہیم العلقمی سے لیا۔ ان سے آپؒ نے مکمل الشفا پڑھی اور اس کی اجازت لی۔ ان کی نظر اور دعا ان کے ساتھ تھی۔ ادب وشعر کا علم احمد العلقمی اور محمد الصالحی الشامی سے حاصل کیا۔ محمد المغربی جو برکوک کے نام سے معروف تھے۔ ان سے علم العروض اور قوافی کا علم حاصل کیا۔ علم طب داؤد انطاکی سے حاصل کیا۔

آپ نے مختلف ملکوں کے سفر کے دوران بھی اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ حرمین شریفین کے سفر میں علی ابن جاراللہ اسفرائینی سے استفادہ کیا۔ قسطنطنیہ کے سفر میں عبدالغنی المقدس سے فیض حاصل کیا۔ علم ریاضی اور اقلیدس یہودی ربی داؤد سے حاصل کیا۔ قسطنطنیہ میں آپ کے اساتذہ میں مصطفی بن عربی بھی شامل ہیں۔

علامہ خفاجیؒ کے خاص اساتذہ میں سعد الملۃ والدین ابن حسن خان بھی شامل ہیں۔ جن

۱۔ المحبی، خلاصۃ الآثر: ج۱، ص ۳۴۳

سے تفسیر أبي السعود اور جلال الدوانی کی کتب کا علم حاصل کیا۔(۱)

علامہ خفاجیؒ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ نے اپنے والد کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ وہاں بھی آپ علمی استفادے سے غافل نہ رہے۔ وہاں آپ نے علی ابن جار اللہ جو العصام اسفرایني کے نام سے معروف ہیں سے بھی فیض حاصل کیا۔(۲)

علمی وادبی مشاغل

علامہ خفاجیؒ اپنے عہد میں علم کے آسمان کے چاند تھے اور نظم ونثر کے افق کے روشن ستارے تھے۔ آپ مؤلفین اور مصنفین کے استاد تھے۔ آپ کو تحریر وتقریر میں تفرد حاصل تھا۔ جنہوں نے انہیں دیکھا اور سنا انہیں علامہ خفاجیؒ کی اہمیت پتہ چلی اور وہ ان کے معترف ہو گئے۔(۳)

علامہ خفاجیؒ علوم تفسیر، حدیث، نحو، کلام عرب میں مہارت رکھتے تھے۔ علامہ خفاجیؒ کے اشعار کا ذکر کرتے ہوئے محبی نے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں:

إذا بلغتنا النوق حين تلفتت
قريرة عين في أعز المسارح
وحق لها تحذى الخدد و تفتدى
بأنفسنا من قادحات الطوائح
فيا ليتها تمشى لا كرام مثلها
جميع نياق الأرض ناقة صالح(۴)

جب ہمارے پاس پہنچے ہیں اونٹ، آنکھیں ٹھنڈک کی وجہ سے پھٹ جاتی ہیں
مویشیوں کے چرنے کی جگہ میں ان کے لیے مناسب ہے کہ اپنے رخسار ڈال
دیں اور اپنے آپ کو قربان کردیں۔ اے کاش وہ چلتی ان جیسے اعزاز کی وجہ سے

۱۔ المحبی، خلاصۃ الآثر: ج۱، ص ۳۳۲

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض: ج۴، ص ۵۳۹

تمام زمین کی اونٹیاں اے نیک اونٹنی۔

قاضی القضا کے عہدے

علامہ خفاجیؒ نے جب قسطنطنیہ کا سفر کیا، وہاں انہیں مقبولیت حاصل ہوئی تو وہ روم ایلی کے قاضی بنادیے گئے۔ اس کے بعد ترقی کر کے سلطان مراد کے زمانے میں اسکوب کے قاضی ہو گئے اور اعلیٰ مناصب پر فائز ہوئے۔ حتی کہ آپ نے شہرت حاصل کی اپنی قابلیت کی بنا پر سلطان نے انہیں سلانیک میں اس عہدے پر مامور کر دیا۔

ان عہدوں پر علامہ خفاجیؒ نے بہت شہرت حاصل کی، اسی لیے پھر انہیں مصر میں قاضیٔ عسکر بنا کر بھیجا گیا۔ لیکن علامہ خفاجیؒ اس عہدے پر زیادہ دنوں تک فائز نہ رہ سکے اور قسطنطنیہ میں سازشیں ہونے کی بنا پر معزول کر دیے گئے۔ (۱)

تلامذہ

علامہ خفاجیؒ سے ایک جماعت نے کسب فیض کیا۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

۱۔ عبدالقادر ابن عمر البغدادی (م ۱۰۹۳ھ):

انہوں نے علامہ خفاجیؒ سے کتب تفسیر، حدیث اور ادب کا علم حاصل کیا اور ان علوم کی اجازت حاصل کی اور آپؒ کی تصانیف کی بھی اجازت حاصل کی۔ جب علامہ خفاجیؒ کا انتقال ہوا تو ان کی اکثر کتب ان کی ملکیت تھی۔ آپ صاحبِ **خزانۃ الادب** کے حوالے سے معروف ہیں۔ (۲)

۲۔ فضل اللہ بن محب اللہ المحبی (م ۱۰۸۲ھ):

یہ مؤرخ، باحث اور ادیب ہیں۔ دمشقی ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد کے بہت سے لوگوں کے تراجم کیے۔ محبی دمشق میں پیدا ہوئے اور مختلف ملکوں کا سفر کیا جن میں آستانہ، روس اور مصر شامل ہیں۔ قاہرہ میں قضا کے عہدے پر فائز ہوئے ان کی کتب میں **خلاصۃ الأثر فی عیان القرن الحادی عشر** ۶ جلدوں میں، **نفحہ الریحانہ ورشحۃ طلی الحانۃ**

۱۔ المحبی، خلاصۃ ال آثر: ج۱،ص ۳۳۳

۲۔ محمد فہری علام، دائرۃ المعارف اسلامیہ: ج۸،ص ۳۹۷

معروف ہیں۔انہوں نے دمشق میں وفات پائی۔(۱)

انہوں نے اصل ریحانہ علامہ خفاجیؒ سے لکھی اور اس کا نام خبایا الزوایا فیما فی الرجال من البقایا کا نام دیا۔(۲)

۳۔احمد بن یحییٰ بن عمر الحموی (۱۰۹۴ھ): جو عکسری کے نام سے معروف ہیں۔اور وہ فقہ شافعیہ کے خاص لوگوں میں سے تھے۔(۳)

وفات

علامہ شہاب الدین خفاجیؒ نے قاہرہ میں بہ روز پیر ۱۲ رمضان المبارک ۱۰۶۵ھ مطابق ۳جون ۱۶۵۹ء کو وفات پائی۔(۴)

علامہ خفاجیؒ کی وفات سے قبل محمد بن احمد الشوبری کا، جنہیں شافعی صغیر کہتے ہیں، انتقال ہوا۔ان دونوں کی وفات پر احمد بن محمد المصری نے ان دونوں پر مرثیہ پڑھا۔

مضی الامامان فی فقه و فی ادب
الشوبری والخفاجی زینة العرب
وکنت أبکی لفقد الفقه منفردا
فصرت أبکی لفقد الفقه والادب

گزر گئے ہیں، فقہ وادب کے دو امام الشوبری اور خفاجی جو عرب کی زینت تھے۔پہلے میں صرف فقہ کے ضیاع پر روتا تھا، اب میں فقہ وادب دونوں کے ضیاع پر روتا ہوں۔(۵)

تحسین وتعریف

علامہ خفاجیؒ کی بعد کے بہت سے علمائے کرام نے تحسین وتعریف کی ہے۔صدیق حسن

۱۔الزرکلی، الاعلام: ج۵، ص ۱۵۳
۲۔المحبی، خلاصۃ الآثر: ج۱، ص ۳۳۴
۳۔ایضاً
۴۔محمد فہری علام، دائرۃ المعارف الاسلامیہ: ج۸، ص ۳۹۷
۵۔المحبی، خلاصۃ الآثر: ج۱، ص ۳۴۳

خان قنوجی لکھتے ہیں:

آپ شیخ فاضل اور کامل ادیب ہیں۔ آپ علم کے حامل اور اس کو پھیلانے والے ہیں۔ آپ کو مسائل میں کلام کا شرف حاصل ہے اور اس درست جملہ معلوم کریں آپ بلندی کے آسمان کے وارث اور اس کے چاند اور اس کے ہلال ہیں۔ آپ نے بہترین اور اعلیٰ علوم کے لیے سفر کیا۔ آپ نے اپنی مجالس اور کتب کو نظم ونثر سے مزین کیا۔ علامہ خفاجیؒ نے اپنے حالات زندگی اپنی کتاب ''الریحانۃ'' میں بیان کیے۔ آپؒ عربی زبان اور عربی کے علامہ تھے، تفسیر بیضاوی پر آپؒ کا حاشیہ آپ کے اعلیٰ علوم، وسعت فضل اور کمال ذہانت اور انتہائی معلومات اور انتہائی تحقیق پر دلالت کرتا ہے۔ زمانے میں ان کی مثل حنفیہ میں کوئی نہیں گزرا اور آپ کے فضائل ومناقب میں کوئی انسان برابری نہیں کرسکتا۔(۱)

محبی آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

علامہ خفاجیؒ سے پہلے جو گزرے ہیں آپ کو ان سب پہ فضیلت حاصل ہے اور اپنے بعد میں آنے والوں کے لیے آفتاب کی روشنی کی مانند ہیں۔(۲)

علمی وتصنیفی خدمات

علامہ خفاجیؒ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ تصنیف وتالیف میں بسر کیا۔ آپ نے بہت ضخیم کتب تالیف کیں۔ ان کی بہت سی کتب مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ کارل بروکلمان نے آپ کی علمی تصنیفات میں کتب، مخطوطات اور رسائل کو بیان کیا ہے۔

کتب

۱۔ شفاء العلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل:

۱۔ القنوجی، صدیق حسن خان، التاج المکلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول، قطر: وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ۲۰۰۷ء: ص ۲۸۹

۲۔ المحبی، خلاصۃ الآثر: ج ۱، ص ۳۳۲

مولف نے کتاب کا آغاز مقدمے سے کیا ہے، جس میں الفاظ کی تعریف اور اس کی شروط بیان کی ہیں۔ پھر معرب الفاظ کو حروف ابجدیہ کی طرح مرتب کیا۔ مصنف نے اس مقصد کے لیے جوالیقی کی تصنیف المعرب اور دوسری ایسی ہی کتابوں سے مدد لی ہے۔ مصنف نے ایسے الفاظ کی محض تشریح یا صرف ذکر پر اکتفانہیں کیا جو بیرونی اصل کے ہیں بل کہ مصنف نے صحیح عربی بول چال میں بہت سی عامی اور غیر فصیح غلطیوں کی مثالیں بھی دی ہیں۔ یہ کتاب مصر میں ۱۲۸۲ھ میں طبع ہوئی اس کے کل ۲۴۵ صفحات ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی مقامات سے طبع ہوئی۔(۱)

۲۔شرح درۃ الغواص فی أوھام الخواص للحریری

اس کتاب میں مصنف نے اکثر حریری کی اغلاط کی اصلاح کی ہے اور جگہ جگہ مفید اضافی معلومات بھی بہم پہنچائی ہیں۔ اس میں لغوی تنقید کی گئی ہے، یہ کتاب مصر میں ۱۲۷۳ء اور قسطنطنیہ میں ۱۲۹۹ھ میں طبع ہوئی۔(۲)

۳۔طراز المجالس

یہ ادب اور لغت کی کتب میں سے ہے۔ اس کو پچاس مجالس میں تقسیم کیا ہے، اور ابحاث و مقالات کو اس میں جمع کیا ہے۔ اس کو بڑے ادیبوں جیسے جاحظ، وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ مصنف نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے کہ اگر ابن الشجری، ابن الحاجب، القالی بل کہ ثعلب بھی اس کتاب کو دیکھ پاتے تو وہ بھی اس کی برتری اور فوقیت کو مانتے۔ اس کتاب کا خاص کمال اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان قدیم کتابوں کے فقرے یا اقتباسات محفوظ ہیں، جو اب بہ ظاہر مفقود ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ مصنف نے الاشناندانی کی کتاب المعانی، ابن حزم کی الملل، ابن ندیم کی الفہرست، الزبیر بن بکار کی جمہرۃ سے نسب قریش کے اقتباسات دیے ہیں۔ درحقیقت یہ کتاب عجیب وغریب معلومات کا ایک نادر ذخیرہ ہے جنہیں ہر قسم کے ذرائع

۱۔الجرجی زیدان، تاریخ اداب اللغۃ العربیۃ: ج ۳، دار الفکر، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء: ص ۳۲۳۔محمد فہر علام، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ: ج ۸، ص ۳۹۸

۲۔ایضاً

سے جمع کیا گیا ہے۔ مصر میں ۱۲۸۷ھ میں طبع ہوئی۔(۱)

۴۔عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی

یہ تفسیر البیضاوی پر حاشیہ ہے۔ یہ ان کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں تشریح کا انداز اختیار کیا ہے، اور احادیث و آیات کی تشریح کرتے ہوئے مصنف نے بہت سے قدیم مصنفین کے اقوال جمع کر دیے ہیں، جنہوں نے ایسے ہی عنوانات پر طبع آزمائی کی ہے۔ یہ کتاب مصر میں ۱۲۸۳ھ میں آٹھ جلدوں میں طبع ہوئی۔(۲)

۵۔نسیم الریاض فی شرح الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب اس مقالے کا موضوع ہے۔

۶۔خبایا الزوایا بما فی الرجال من البقایا

یہ کتب ادب میں سے ہے۔لیکن مؤلف نے اس میں اپنے عہد کے چند علمائے کرام کے حالات زندگی جمع کیے ہیں، اس میں علامہ خفاجیؒ کے شیوخ اور ان کے بیٹے کے شیوخ جمع کیے ہیں۔ ان کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ اس کتاب کو مؤلف نے ملکوں کے حساب سے پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔آغاز اہل شام کے محاسن سے کرتے ہیں، پھر حجاز، مصر، اور مغرب اور ملک روم کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کا نسخہ دار الکتب المصریہ میں ہے جس کے صفحات ۲۳۶ ہیں۔ اس کے مزید نسخے برلین اور غوطا اور فینا اور کوبرل میں ہیں۔(۳)

۷۔ریحانہ الالبا و نزھۃ الحیاۃ الدنیا

بعض جگہوں پہ اس کے نام میں ''نزھۃ'' کی بجائے زھرۃ ہے۔اس کا موضوع وہی ہے جو ''خبایا الزوایا'' کا ہے۔دائرۃ المعارف الاسلامیۃ میں ہے:

ان کے نام ہمیں وہ اسلوب بیان یاد دلاتے ہیں جن میں یہ کتابیں لکھی گئی ہیں، چناں چہ الثعالبی کی الیتیمۃ اور عماد الدین کی الخریدۃ کے اثرات دونوں کتابوں

۱۔جرجی زیدان، تاریخ اداب اللغۃ العربیۃ: ج ۳، ص ۳۲۳

۲۔محمد فہری علام، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ: ج ۸، ص ۳۹۷

۳۔جرجی زیدان، تاریخ ادب اللغۃ العربیۃ: ج ۳، ص ۳۲۴

میں نمایاں ہیں۔ ہم سوانح حیات کی بجائے معلق اور بڑے بڑے مشکل الفاظ کی کثرت پاتے ہیں۔ جن سے ان کی مشکل پسندی کا پتہ چلتا ہے۔ بہت سی صورتوں میں ہم ان لوگوں کے بارے میں جن کا ذکر آتا ہے صرف اتنا جان پاتے ہیں کہ وہ مصنف کے زمانے میں یا اس سے کچھ پہلے موجود تھے۔ چوں کہ معلومات کو ملکوں کی ترتیب سے دیا گیا ہے اس لیے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ کہاں رہتے تھے۔ تاریخی معلومات کی قلت نے کتابوں کی اہمیت کم کر دی ہے۔ ہمیں ان میں اس زمانے کی شاعری کی بہت سی مثالیں مل جاتی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ فن شعر گوئی کتنی افسوس ناک حد تک گر گیا تھا۔ اس تصنیف کا سب سے قابل قدر جز مصنف کے اپنے خودنوشت سوانح حیات ہیں۔(۱)

اس کتاب کا چوں کہ موضوع وہی ہے جو خبایا الزوایا کا ہے، لیکن اس کے شعرا میں اضافہ کیا ہے اور اکثر مثالوں کے ساتھ نقد بھی کیا ہے، اور اس کی وضاحت بھی کی ہے۔ اس کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

پہلی میں اہل شام اور اس کے متعلق کے محاسن بیان کیے ہیں۔

دوسری قسم میں اہل مغرب کے ہم عصر اور جوان کے حکم ران ہیں ان کے محاسن بیان کیے ہیں۔ اور قسم الثالث مصر اور اس کے احوال اور اس کے وصف کے بارے میں ہے۔ یہ مصر میں کئی دفعہ طبع ہوئی۔(۲)

۸۔ ریحانۃ النضد یا ریحانۃ الندماء وشمامۃ الادباء

۹۔ عتاب الزمان فی سبب حجب حرمان بنی الاعیان

۱۰۔ حدیقۃ السحر

۱۱۔ المقامات الرومیۃ:

یہ قسطنطنیہ کے اہل علم کی تنقیص میں لکھی گئی ہے۔

۱۔ محمد فہر علام، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ: ج۸، ص ۳۹۷۔۳۹۸

۲۔ جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ: ج۳، ص ۳۲۴

۱۲۔دیوان الادب فی ذکر شعراء العرب

۱۳ قصیدۃ فی مدح النبی ﷺ

۱۴۔جنۃ الولدان

۱۵۔الکنس والجواری

۱۶۔قلائد النحور من جواہر البحور

۱۷۔بردۃ الجنان فی دخول الاطفال الجنان: یہ عقائد سے متعلق ہے۔

۱۸۔بیان ما أشکل علی بعض الطلاب فی آیتین من اول سورۃ البقرۃ

۱۹۔تعریف الاعلام وتحقیق التبیین للتشخص والتعیین

۲۰۔اعراب قولہ تعالیٰ: قضیٰ أجلا وأجل مسمی عندہ (۱)

۲۱۔شرح مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب فی النحو

۲۲۔شرح الفرائض

۲۳۔حاشیہ علی شرح النکت الازہری فی النحو

رسائل

۱۔رسائل اخوان الصفا وخلان الوفاء فی الفلسفۃ

۲۔رسالۃ فی معنی أحد۔فی الکلام

۳۔رسالۃ فی القرأت الشواذ وحکمہا

۴۔رسالۃ فی إطلاق الذات والنفس علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ

۵۔رسالۃ فی ''قل ہو اللہ أحد والمعوذتین والکلام علی لفظ قل''

۶۔رسالۃ فی البسملۃ الشریفۃ وترک الناس قرأتہا فی أول سورۃ التوبۃ

۷۔رسالۃ فی بیان الحروف الزلاقیۃ

۸۔رسالۃ فی بیان وضع العلمیۃ للفظۃ الجلالۃ

۹۔رسالۃ فی شرح حدیث ''رفع القلم عن ثلاث''

۱۔الانعام:۲

۱۰۔رسالۃ فی شرح حدیث "رفع قولہ تعالی "اراتیکم" ومافیھا من الفوائد
۱۱۔رسالۃ فی شرح "لا الہ الا اللہ" فی العقائد
۱۲۔رسالۃ فی الایمان وکونہ مخلوقا أو غیر مخلوق والخلاق فی ذلک۔فی الکلام
۱۳۔ سانحة من أفق الالها مرفی شرح قوله علیه الصلاة والسلام "حبیب الی من دنیاکم ثلاث"
۱۴۔سجع الحمام فی مدح خیر الانام
۱۵۔کشف المعماء من مسالۃ الاسم والمسمی فی الادب
۱۶۔ النفحة القدسية فی حدیث رواه السادة الحنفية وطعن فیه من خالفھم من السادۃ الشافعیہ۔فی رفع الیدین

مخطوطات

۱۔البوارح السوانح
۲۔حاشیہ الشہاب الخفاجی علی حاشیہ ناصر الدین اللقانی علی شرح السعد التفتازانی علی التصریف العزی للزنجانی
۳۔دیوان شہاب خفاجی
۴۔رسالۃ الشہاب الخفاجی لمحمد الغشتالی وردہ علیہ
۵۔نظم الادب (۱)

تعارف "نسیم الریاض"

علامہ خفاجیؒ کی کتاب نسیم الریاض قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کی سب سے مقبول اور ضخیم شرح ہے۔ یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کی تحقیق محمد عبدالقادر عطا نے کی ہے۔اس کے کل صفحات ۳۰۴۰ ہیں۔اس کے صفحات کا سائز ۱۷×۲۴ ہے یہ ۲۰۱۱ء/ ۱۴۳۲ھ میں طبع ہوئی۔ یہ دوسرا ایڈیشن ہے۔اس کتاب کو دارالکتب العلمیہ نے بیروت لبنان سے شائع کیا۔

۱۔کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی: ج۶ ص۵۵۔۵۷۔الزرکلی، الأعلام: ج۱ ص۲۳۸

کتاب کے آغاز میں محقق نے ایک مختصر مقدمہ لکھا ہے، اس کے بعد قاضی عیاضؒ اور علامہ شہاب الدین خفاجیؒ کے مختصراً حالات زندگی اور کتب کا تذکرہ کیا ہے، اور شفا کی شروحات کے نام بھی بیان کیے ہیں۔

علامہ خفاجیؒ مقدمے میں کتاب الشفاء کی شروحات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی شروحات بہت طویل ہیں اور یہ نقص واغلاط سے بھرپور ہیں اوران سے دل منتشر ہوتے ہیں۔

مؤلف اس شرح کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں لوگوں کا پرزور اصرار اس کی تالیف کی وجہ ہے، پھر میں نے بھی روح وبدن کی شفا کا ارادہ کیا، کام یابی کی امید پر اور دارین کی سعادت کی بنا پر، علامہ خفاجیؒ نے اس کا نام ’’نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض‘‘ رکھا۔

علامہ خفاجیؒ نے مقدمے میں اپنی سند کا ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی روایتیں خاتمۃ المحدثین الشیخ ابراہیم العلقمی سے بیان کی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جن روایات کا کتاب میں ذکر کیا ان کی سند بیان نہیں کیں۔مؤلف نے اپنے مقدمے میں پوری سند بیان کی ہے۔نسیم الریاض شمائل نبوی ﷺ پر معلومات کی فراوانی اور جزئیات کی فراہمی کے سلسلے میں ایک اہم کتاب ہے۔مؤلف نے نہ صرف الشفا کے متن کی توضیح وتشریح کی، بل کہ مختصر روایات کی مزید تفصیل بیان کرتے ہیں۔سیرت نبوی ﷺ سے متعلق متعدد احادیث نقل کی ہیں۔

’’نسیم الریاض‘‘ کے مضامین کی تقسیم وہی ہے جو کتاب الشفاء کی ہے۔مؤلف نے اس کے مضامین کو چھ جلدوں میں بیان کیا ہے۔ ہر قسم کے متعدد ابوب وفصول پر مشتمل ہے۔یوں اس کے کل ۱۳ ابواب اور ۵۴ افصول ہیں۔

علامہ خفاجیؒ نے ایک ماہر لغت دان کی طرح نہایت تحقیق وتفحص اور دقت نظر سے الشفا کے متن کی توضیح وتشریح کی، جس میں مشکل الفاظ کے معانی، اشخاص اور مقامات کے ناموں کی لغوی ونحوی تشریح، احادیث نبویہ ﷺ کی وضاحت اور اشعار کی توضیح شامل ہے۔

علامہ خفاجیؒ کے پیش نظر الشفا کے کئی نسخے تھے۔اس لیے بعض اوقات کسی عبارت کی مختلف نسخوں کے تحت وضاحت کرتے ہیں۔علامہ نے کتاب الشفا کی مختلف شروحات سے بھی استدلال کیا ہے۔

مؤلف قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ احادیث کی مکمل سند ذکر کرتے ہیں، جب کہ اپنی بیان کردہ حدیث کے صرف ماخذ کی نشان دہی کرتے ہیں۔

آئندہ سطور میں نسیم الریاض کا ہر پہلو سے تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

اخذ و روایت اور طرزِ استدلال

نسیم الریاض میں واقعات سیرت کے اخذ و روایت میں علامہ خفاجیؒ نے قدیم سیرت نگاروں کی پیروی کی ہے۔ مؤلف نے نسیم الریاض میں واقعات سیرت کو محض بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بل کہ واقعات کو بیان کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مؤلف نے عربوں کے دستور اور اشعار سے بھی استدلال کیا ہے۔ علامہ خفاجیؒ کے اس اخذ و روایت اور طرزِ استدلال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قرآن کریم سے استدلال

سیرت طیبہ کے لیے قرآن مجید کی حیثیت اساسی اور بنیادی ہے۔ قرآن مجید میں ایک طرف آپ ﷺ کی زندگی کے اہم پہلو واضح کیے گئے ہیں تو دوسری طرف آپ کے عہد کے بعض واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسری طرف آپ ﷺ کے کردار کی تمام خصوصیات گنوائی گئی ہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم کی عملی تصویر قرار دیا۔ گویا ایک علمی قرآن ہے جو اوراق کی صورت میں محفوظ ہے اور ایک عملی قرآن جو نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکت میں محفوظ ہے۔ (۱) یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہؓ سے آپ ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا:

کان خلقه القرآن (۲)

آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو ہے۔

لہٰذا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک ورق قرآن کریم

۱۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، قرآن اور شمائل نبوی ﷺ، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، طبع سوم، ۱۹۹۵ء: ص ۲۱

۲۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند عائشہؓ: ج ۴۲، بیروت لبنان: دار احیا التراث العربی، الطبعۃ الثانیۃ ہ، ۱۴۱۴ھ: ص ۱۸۳، حدیث ۲۵۳۰۲

کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کے احکام کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور دیگر عبادات و احکام پر کس طرح عمل کیا جائے اس کا جواب صرف آں حضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہی مل سکتا ہے۔ قرآن حکیم کے مختلف مضامین درحقیقت سیرت نبویہ ﷺ کے مختلف الانواع پہلو ہیں۔ علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض کی تالیف میں جابجا قرآن کریم کی آیات سے استشہاد کیا ہے، جن کے تحت نبی کریم ﷺ کی مدح ومنقبت، اوصاف وخصائل خصوصیات و امتیازات کا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مشکل لفظوں کی وضاحت، اختلاف قرأت کا ذکر، خطاب کا تعین، دقیق مباحث کی تشریح، آیات کی تاویل وتوجیح، مفہوم ومطلب کی وضاحت کو بیان کیا ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے واقعات سیرت کو تحریر کرتے ہوئے قرآن کریم سے کس طرح استشہاد کیا ہے۔ اس کی وضاحت ان عنوانات کے تحت ذیل میں کی جاتی ہے:

۱۔ نبی اکرم ﷺ کی امتیازی خصوصیات کے لیے قرآن کریم سے استدلال
۲۔ مشکل الفاظ کی وضاحت کے لیے قرآن کریم سے استدلال
۳۔ قرأت کے اختلاف کا ذکر
۴۔ آیات کے سبب نزول کا بیان
۵۔ آیات میں خطاب کا تعین
۶۔ تفسیر القرآن بالقرآن
۷۔ حدیث کے لیے قرآن سے استدلال
۸۔ آیات کے ناسخ ومنسوخ کا بیان
۹۔ آیات کی تفسیر وتوضیح

ان عنوانات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات وامتیازات کے لیے قرآن سے استدلال

علامہ خفاجیؒ نے آپ ﷺ کے خصائص واوصاف کے تذکرے کے دوران بھی آیات سے استشہاد کیا ہے۔ مثلاً:

۱۔ آپ ﷺ کا یہ وصف کہ مومنین کا تکلیف میں پڑنا آپ ﷺ کو شاق گزرتا

ہے۔اس کے تحت درج ذیل آیت کا تذکرہ کیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱)

تمہارے پاس ایک رسول آ گیا جو تم ہی میں سے ہے، تمہارا رنج و تکلیف میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہش مند ہے، وہ مؤمنوں کے لیے شفقت رکھنے والا، رحمت والا ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لغزش سے پہلے ہی معاف کر دیا۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ (۲)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تمہیں معاف کرے، تم نے کیوں انہیں رخصت دے دی تاکہ تم پر کھل جاتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی تم جان لیتے۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں اور اس کی بیویاں (ایمان والوں کی) مائیں ہیں۔

۴۔ مؤلف نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی بیان کیے ہیں۔ان میں سے کچھ نام وہ ہیں جن کا تذکرہ سابقہ کتب سماوی میں موجود ہے۔ کچھ وہ ہیں جن کا پتہ احادیث سے ملتا ہے، اور بہت سے نام ایسے بھی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم کرتا ہے۔ وہ نام جن کا تذکرہ قرآن نے کیا ہے ان میں سے چند ایک نام مثال کے طور پر درج ذیل ہیں، نیز وہ آیات بھی درج کر دی ہیں جن میں ان ناموں کا ذکر آیا ہے:

۱۔ التوبہ:۱۲۸

۲۔ التوبہ:۴۳

۳۔ الاحزاب:۶

النور: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (۱)

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

الکریم: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (۲)

بے شک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے۔

العظیم: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (۳)

بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق عظیم پر فائز ہیں۔

۵۔ علامہ خفاجیؒ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی خصوصیت اور امتیاز کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان بیان کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (۴)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

۲۔ مشکل الفاظ کی وضاحت کے لیے قرآن کریم سے استدلال

علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض میں الفاظ کے معنی بیان کرتے ہوئے جابجا آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کیا ہے جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ فیظل یومہ میں لفظ یظل کے معنی بیان کرتے ہوئے قرآن کریم سے وضاحت کرتے ہیں:

یظل: بفتح الظاء المشالة مضارع ظللت بکسرها و ظللت بفتحها (۵)

قال تعالیٰ: ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا (۶)

یظل: ظا کی زبر کے ساتھ "چادر اوڑھنے والا" مضارع ہے۔ یہ لفظ "ظ" کے

۱۔ المائدہ: ۱۵

۲۔ الحاقۃ: ۴۰

۳۔ القلم: ۴

۴۔ الاحزاب: ۵۶

۵۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض: ج ۲، ص ۱۳

۶۔ طٰہٰ: ۹۷

کسرہ اور زبر سے بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تمام دن تو معتکف رہتا۔

۲۔ مؤلف عبارت حتی تظعن المرأۃ میں لفظ تظعن کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بظاء معجمة وعين مهملة ونون: أي تسافر وحدها من الظعن بفتح العين وسكونها وهو السفر، (۱) قال الله تعالى: يَوْمَ ظَعْنِكُمْ (۲)

ظا نقطے کے ساتھ اور عین بغیر نقطے کے اور ن کے ساتھ: یعنی اس نے اکیلے سفر کیا۔ الظعن سے ہے عین کی زبر سے بھی آتا ہے اور سکون سے بھی اور یہ بہ معنی سفر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جس دن تم سفر میں ہو۔

۳۔ لفظ تقدر کے معنی بیان کرتے ہوئے علامہ خفاجیؒ لکھتے ہیں:

تقدر: بسكون القاف وكسر الدال من القدر وهو المنزلة الرفيعة (۳) كما في قوله تعالى: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (۴)

تقدر: قاف سکون اور دال زیر کے ساتھ یہ لفظ ''القدر'' سے ہے بہ معنی بلند مرتبہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جیسے پہچاننے کا حق تھا۔

۴۔ لفیف من الناس میں لفظ لفیف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اى جماعة اجتمعوا ليشهدوا عليه بما وقع منه (۵) قال تعالى: جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (۶)

یعنی جماعت اکٹھی ہوتی ہے تاکہ گواہی دیں جو ان سے واقع ہوا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم سب کو ایک ساتھ لا حاضر کریں گے۔

۱۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۱۵۲

۲۔ النحل: ۸۰

۳۔ نسیم الریاض: ج ۵، ص ۴۵۲

۴۔ الانعام: ۹۱

۵۔ نسیم الریاض: ج ۶، ص ۲۳۱

۶۔ بنی اسرائیل: ۱۰۴

۳۔قرأت کے اختلاف کا ذکر

علامہ خفاجیؒ جن آیات سے استدلال کرتے ہیں ان میں اگر قرأت کا اختلاف ہے تو اسے بھی بیان کردیتے ہیں۔اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ (۱)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آیت بالا میں لفظ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ کے حوالے سے علامہ خفاجیؒ فرماتے ہیں کہ ابو اللیث السمرقندی فرماتے ہیں کہ آیت میں لفظ من انفسکم کو فتح (زبر) فا کے ساتھ پڑھا ہے۔

وفی المحتسب لابن جنی أنها قراءة عبداللہ بن قسط الملکی ومعناها علی الفتح من خیارکم وأشرفکم... وهذه القراة شاذة کما یعلم من نسبة الضم للجمهور، وعزاها بعضهم لابن محیص، وروتها فاطمه رضی اللہ عنها، عنه، صلی اللہ علیه تعالیٰ علیه وسلم "وأنفس" علی الفتح أفعل تفضیل، وجوز التلمسانی فیه ان یکون اسم فاعل وهو بعید۔ وعلی الضم جمع نفس لأنه مامن قبیلة إلا وقد ولدت من نسله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، کما یاتی الابنی ثعلب لتمسکهم بالنصرانیة (۲)

ابن جنی کی المحتسب میں ہے کہ یہ عبداللہ بن قسط ملکی کی قرأت ہے۔زبر کے ساتھ اس کے معنی تمہارے پسندیدہ اور تمہارے اشراف ہیں۔ یہ قرأت شاذہ ہے۔جیسا کہ جمہور کی طرف اس کے ضمہ کی نسبت ہے اور بعض نے اسے ابن محیص سے منسوب کیا ہے اور اس کو سیدنا فاطمہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے اور اَنفس زبر کے ساتھ اَفعل تفضیل کا صیغہ ہے اور تلمسانی نے اس میں رائے دی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ اسم فاعل ہو۔تاہم یہ مفہوم سے بعید ہے اور اگر

۱۔التوبہ:۱۲۸

۲۔نسیم الریاض:ج۱،ص۱۳۹

ضمہ کے ساتھ ہو تو یہ نفس کی جمع ہے اس لیے کہ تمام قبائل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نسب سے ہیں۔ جیسے کہ آگے ذکر آئے گا سوائے بنی ثعلبہ کے کہ انہوں نے عیسائیت اختیار کر لی تھی۔

۲۔ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ (۱)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اس آیت میں لفظ یعطیک کی قرأت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وقرا ابن مسعود رضی الله عنه ولسيعطيک واللام للتأكيد۔ وقال الزمخشري: إنها لام الابتداء وهي لا تدخل إلا على المبتدأ تقديرها ولانت، ورده ابن الحاجب بأنه تكلف لما فيه من الحذف، وخلع اللام عن معنى الحال لئلا يجتمع دليلان حال واستقبال وليست اللام للقسم؛ لأنها لا تدخل على المضارع إلا مؤكداً بالنون (۲)

اور ابن مسعودؓ نے قرأت کی ولسیعطیک اور لام تاکید کے لیے ہے اور زمخشری نے کہا کہ لام ابتدا کے لیے ہے اور یہ مبتدا کے سوا کسی پر داخل نہیں ہوتی اور اس کی اصل عبارت اس طرح ہے۔ ولانت اور ابن حاجب نے اس کا رد کیا ہے، کیوں کہ اس میں تکلف ہے اس لیے کہ اس میں حذف لازم ہے، اور لام کو حال کے معنی سے الگ کیا جائے گا تا کہ حال اور استقبال کی دونوں دلیلیں جمع نہ ہوں اور لام قسم کے لیے نہیں ہے، کیوں کہ یہ مضارع پر داخل نہیں ہوتا، سوائے مؤکد بالنون کے ساتھ۔

۳۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ (۳)

۱۔ الضحیٰ: ۵

۲۔ الزمخشری، محمود بن عمر جار اللہ، الخوارزمی، أبو القاسم، الکشاف عن حقائق الخوامض التنزیل جلد نمبر ۴، بیروت: دار الکتاب العربی، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ۔ ص ۷۷۶

۳۔ الحجرات: ۱

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

علامہ خفاجیؒ اس آیت کے لفظ تقدموا کی قرأت کے بارے میں فرماتے ہیں:

تقدموا بضم أوله مضارع قدم به معنى تقدم فتوافق القرأة الأخرى بفتحها، أوهو مضارع قدمه المتعدى حذف مفعوله لتذهب النفس كل مذهب أنه لا شاهد فيها على القراءة المشهورة (۱)

تقدموا پہلے پیش کے ساتھ قدم کا مضارع ہے تقدم کے معنی میں پس دوسری قرأت کے موافق ہے اس کی زبر کے ساتھ، یا وہ مضارع ہے قدمہ سے متعدی ہے اس کا مفعول حذف ہے۔ ہر مذہب کے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ اس کا کوئی شاہد نہیں ہے قرأت مشہور میں۔

۴۔ آیات کا سبب نزول

علامہ خفاجی قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے آیات کا سبب نزول بھی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ سورۃ فتح کا سبب نزول بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب حدیبیہ میں تھے اور مکہ میں داخلہ کے لیے مسلمانوں اور کفار کے درمیان بات چیت جاری تھی۔ اس موقعے پر سورۃ فتح نازل ہوئی۔ علامہ خفاجیؒ نے اس حوالے سے دو قول ذکر کیے ہیں۔ (۲)

۲۔ مشرکین نے نبی اکرم ﷺ سے انبیائے کرام کے معجزات، جیسے حضرت موسیٰؑ کا عصاء اور حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا مطالبہ کیا تو مؤلف نے اس آیت

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ (۳)

کیا ان لوگوں کے لیے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی۔

کو بیان کیا جو اس کا سبب نزول ہے۔ (۴)

۳۔ یہود کا نبی کریم ﷺ کا ملت ابراہیمؑ پر ہونے کے بارے میں اعتراض کہ

۱۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۴۶۶

۲۔ ایضاً: ج ۱، ص ۴۲۴۔ ۴۲۵

۳۔ العنکبوت: ۵۱

۴۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۴۱۳۔ ۴۱۴

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شریعت کی پیروی نہیں کرتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے آیت رجم کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴿۹۴﴾ (۱)

اس کے بعد بھی جو لوگ اپنی جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں اللہ کی طرف منسوب کرتے رہیں وہی درحقیقت ظالم ہیں۔

علامہ خفاجیؒ نے یہود کے اس طرز عمل کو اس آیت کا سبب نزول بتایا ہے۔(۲)

۵۔خطاب کا تعین

قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے علامہ خفاجیؒ نے آیات میں خطاب کا بھی تعین کیا ہے جس سے آیت کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

۱۔سورہ قصص کی آیت:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (۳)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔

کے تحت مؤلف بیان کرتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی، نا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کے حق میں۔(۴)

۲۔علامہ خفاجیؒ نے آیت

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (۵)

اور اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔

۱۔آل عمران:۹۴

۲۔نسیم الریاض:ج۳،ص۴۳۴

۳۔القصص:۵۶

۴۔نسیم الریاض:ج۳،ص۳۰۹

۵۔الانعام:۱۱۶

کے تحت فرماتے ہیں کہ ظاہر خطاب نبی اکرم ﷺ کو ہے مگر مراد اس سے دوسرے ہیں علامہ خفاجیؒ نے دیگر آیات کو بیان کر کے وضاحت فرمادی کہ نبی اکرم ﷺ مراد نہیں۔(۱)

۳۔ بنوخزاعہ جو فرشتوں کو (نعوذ باللہ) اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے۔ علامہ خفاجیؒ نے اس آیت:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (۲)

یہ کہتے ہیں رحمان اولاد رکھتا ہے۔'' سبحان اللہ، وہ تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے۔

کا سبب نزول یہ بتایا کہ یہ بنوخزاعہ کے حق میں نازل ہوئی۔(۳)

۶۔ تفسیر القرآن بالقرآن

قرآن کریم اپنی تفسیر آپ بھی کرتا ہے، کیوں کہ اس میں جو چیزیں ایک جگہ مجمل بیان ہوئی ہیں، وہی دوسری جگہ مفصل بیان کی گئی ہے۔ نسیم الریاض میں بھی علامہ خفاجیؒ نے قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے ایک آیت کی وضاحت دوسری آیت سے کی ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ علامہ خفاجیؒ نے کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم بیان فرمایا:

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ (۴)

ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا۔

مؤلف نے ساتھ ہی اس آیت کا دوسرا حصہ ذکر کیا اور فرمایا ''ای''(۵) یعنی اس سے مراد

وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ (۶)

۱۔ نسیم الریاض: ج ۵، ص ۱۱۹

۲۔ الانبیاء ۲۶

۳۔ نسیم الریاض: ج ۶، ص ۴۳۶

۴۔ التوبۃ: ۱۴

۵۔ نسیم الریاض: ج ۳، ص ۴۲۳

۶۔ التوبۃ: ۱۴

اور انہیں ذلیل وخوار کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت
سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔

۲۔سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۱)

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے
حق نازل ہوئی۔لہٰذا تم شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

علامہ خفاجیؒ نے اس آیت کی وضاحت میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔پس ظاہر میں شک سے نہی مراد ہے۔(۲)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ (۳)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کہہ دیجیے لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک
میں ہو۔

۳۔اللہ تعالیٰ کے لیے آیت میں وارد لفظ ''اعیننا'' کے بارے میں مؤلف نے اس کے معنی کی تفسیر دوسری آیت سے کی جیسے:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (۴)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو، تم ہماری نگاہ میں ہو۔

علامہ خفاجیؒ نے لفظ کے معنی کو بیان کر کے سورۂ ھود کی آیت سے وضاحت لی:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا (۵)

۱۔الانعام: ۱۱۴

۲۔نسیم الریاض: ج ۵ ص ۱۵۷

۳۔یونس: ۱۰۴

۴۔الطور: ۴۸

۵۔ھود: ۳۷

اور ہماری نگرانی میں ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنانا شروع کردو۔
یعنی دیکھنے اور حفاظت کے معنوں میں ہے۔(۱)

۷۔حدیث کے لیے قرآن سے استدلال

علامہ خفاجیؒ نے حدیث کے الفاظ اور واقعات کے لیے بھی قرآن کریم سے استدلال کیا ہے جیسے:

۱۔ نبی اکرم ﷺ کو شبِ معراج میں جو فضائل عطا ہوئے ان کے بارے میں مؤلف نے حدیث انسؓ بیان کی جس کے لیے قرآن کریم سے استدلال کیا۔حدیث کی عبارت

وفتح لی باب السماء ورأیت النور الأعظم (۲)

میرے لیے آسمان کے دروازے کھلوائے گئے اور میں نے نورِ اعظم کو دیکھا۔
مؤلف نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے:

هو نور العرش أو الله تعالى؛ لانه يسمى نوراً (۳) كما قال: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۴)

وہ عرش کا نور ہے یا اللہ تعالیٰ۔اسی لیے اسے نور کہا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

۲۔مؤلف نے ولادت کے وقت معجزات کے ظہور میں حدیث کا ذکر کیا اور اس کے لفظ "وأینعت" کے معنی بیان کرنے کے لیے سورۃ انعام کی آیت سے استدلال کیا۔

۱۔نسیم الریاض: ج۴،ص۲۲۰

۲۔الحکیم الترمذی، محمد بن علی بن الحسین بن بشر، أبو عبداللہ، نوادر الاصول فی أحادیث الرسول ﷺ محقق: عبدالرحمٰن عمیرہ، بیروت: دار الجیل، س۔ن: ج۱،ص۳۶۸۔علی المتقی بن حسام الدین الہندی، علاؤالدین، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: ج۱۱، محقق بکری حیانی، موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الخامسۃ، ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء، ص: ۴۰، حدیث نمبر ۳۱۸۶۳ (نوٹ: اوپر ذکر کی گئی حدیث "وفتح لی باب السماء ورأیت النور الأعظم" کی تحقیق کے باوجود صرف رأیت النور الأعظم" کے الفاظ ملے ہیں۔)

۳۔نسیم الریاض: ج۳،ص۹۰

۴۔النور: ۳۵

"وأینعت" و معنی أینعت ظھر خضرۃ ورقھا وزھرھا أوثمرھا، یقال: ینعت الثمرۃ ینعا وینعا وأینعت إیناعاً اذا نضحت (۱)، وقال تعالیٰ: أُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ (۲)

وأینعت اور أینعت کا معنی سبز پتوں اور پھولوں کا ظاہر ہونا یا اس کے پھل کو کہا جاتا ہے۔ ینعا اور اینعت إیناعاً اُس وقت کہا جاتا ہے جب پھل پک جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''یہ درخت جب پھلتے ہیں، تو ان میں پھل آتے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو۔''

۳۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں کے حوالے سے علامہ خفاجیؒ نے صحیح مسلم کی حدیث نقل کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے ان قیدیوں کے بارے میں رائے لی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروقؓ کی رائے بیان کرتے ہوئے قرآن کریم سے بھی اس قصہ کو بیان کیا:

والقصۃ کما فی صحیح مسلم أنہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قال لأبی بکر والصحابۃ: "ما ترون فی ھؤلا" فقال أبو بکر، رضی اللہ عنہ: ھم بنو العم والعشریۃ، أری أن تاخذ منھم فدیۃ فتکون لنا بھا قوۃ علی الکفار، فعسی اللہ أن یھدیھم إلی الإسلام، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ماتقول یا عمر؟"، فقال: أری أن تضرب أعناقھم، فأنھم أئمۃ الکفر وصنادیدہ (۳) فنزل:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ (۴)

اور جیسے صحیح مسلم میں قصہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ اور صحابہ سے

۱۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۳۳۴

۲۔ انعام: ۹۹

۳۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب جہاد والسیر، باب المداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر، الریاض دار السلام للنشر والتوزیع طبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۱ھ: حدیث ۱۷۶۳

۴۔ الانفال: ۶۷

"اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔" پس حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: یہ ہمارے چچازاد اور بھائی ہیں، میری رائے یہ ہے کہ اگر ہم ان سے فدیہ لیں تو ہم کفار کے مقابلے میں طاقتور ہو جائیں گے۔ پس شاید اللہ ان کو اسلام کی طرف ہدایت دے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عمرؓ تو کیا کہتا ہے؟" پس کہا: میری رائے یہ ہے کہ ان کی گردنیں ماری جائیں، کیوں کہ یہ کفر کے ائمہ اور ان کے سردار ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی: "کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔"

۸۔ ناسخ ومنسوخ کا بیان

علامہ خفاجیؒ نے قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے اس کے تمام علوم سے استدلال کیا ہے، جن میں ناسخ ومنسوخ بھی شامل ہے۔ مؤلف جن آیات سے استدلال کرتے ہیں ان کے ناسخ ومنسوخ ہونے کے بارے میں بھی وضاحت کرتے ہیں، اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ بقوله تعالى: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ (۱) وهذه الآية منسوخة بآية السيف ... وذكر أخرى فلا نسخ، وما ذكر من أن النسخ بقوله: وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۲) هو ما قاله ابن الجوزى رحمه الله، قيل: وهو غريب لعطف الناسخ على المنسوخ بالواو المشتركة إلا أن تكون الواو للاستفتاح كما ذكره بعضهم (۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان سے رخ پھیر لو اور یہ آیت منسوخ ہے آیت السیف سے......دوسروں نے ذکر کیا پس یہ نسخ نہیں ہے اور جنہوں نے ذکر کیا کہ یہ نسخ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے البتہ نصیحت کرتے رہو، کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کے لیے نافع ہے۔" وہ جو ابن جوزیؒ نے کہا

۱۔ الذاریات: ۵۴

۲۔ الذاریات: ۵۵

۳۔ نسیم الریاض: ج۱، ص۳۷۶

ہے، ایک قول ہے: اور وہ غریب ہے الناسخ کا منسوخ پر عطف کی بنا پر واؤ کے ساتھ مشترک ہونے کی بنا پر، سوائے اس کے کہ واؤ استفتاح کے لیے ہو جائے جیسا کہ بعض نے ذکر کیا ہے۔

۲۔ وأما قوله تعالیٰ: وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۱)... فهو منسوخ بآية السيف، وإن كان أمرا بمكارم الأخلاق وعدم مقابلة من سفه، فلسيت منسوخة، قيل: ويعين هذا ما رواه البخاری من أن عينية بن حصين استأذن له الحر بن قيس من عمر رضی الله تعالیٰ عنه، فی الدخول فدخل عليه، وقال له: يا ابن الخطاب، أما تعطينا الجزل، و تحكم بيننا بالعدل، فغضب عمر، رضی الله تعالیٰ عنه، فقال له الحر: يا أمير المومنين، إن الله عز وجل قال لنبيه، صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: خُذِ الْعَفْوَ (۲) الاية، وإن هذا من الجاهلين، فما جاوزها عمر رضی الله تعالیٰ عنه، وكان وقافا عند كتاب الله، فهذا يدل علی أنها غير منسوخة۔ (۳)

اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جاہلوں سے نہ الجھو'' پس یہ منسوخ ہے آیۃ سیف سے اگرچہ اس میں مکارم اخلاق کا حکم ہے اور بے وقوفوں سے مقابلہ نہ کرنے کا پس یہ منسوخ نہیں ہے، ایک قول ہے: اور یہ بات ہی متعین ہے جس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ کہ عیینۃ بن حصین سے ہے کہ حر بن قیس نے ان کے لیے حضرت عمرؓ سے داخل ہونے کی اجازت لی پس اس میں داخل ہوا اور ان سے کہنے لگا: اے ابن خطاب آپ ہمیں بخشش کیوں نہیں دیتے اور ہمارے درمیان انصاف کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے۔ پس حضرت عمرؓ غصہ

۱۔ الاعراف: ۱۹۹

۲۔ ایضاً

۳۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۲۴۴

ہوئے پس حر نے ان سے کہا: اے امیر المومنین، بے شک اللہ عز وجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو'' اور بے شک یہ جاہلوں میں سے ہے پس عمرؓ نے اس کی اجازت نہیں دی کیوں کہ وہ کتاب اللہ سے زیادہ واقف ہیں۔ پس یہ دلالت کرتا ہے کہ یہ غیر منسوخ ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام ''العفو'' کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے خذ العفو کے معنی دریافت کیے۔ مؤلف نے اس کے معنی کے بیان میں آیت ذکر کر کے اس کے نسخ کا ذکر کیا۔ جو کہ درج ذیل ہے:

وقال له جبريل وقد سأله صلى الله عليه وسلم، عن قوله: خُذِ الْعَفْوَ (۱) قال: أن تعفو عمن ظلمك: فاختصره، والذى عليه الأكثر أن العفو المال الفاضل عن نفقة العيال كما فى قوله تعالىٰ: وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (۲) ثم نسخت بآية الزكاة (۳)

اور جبرئیلؑ نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ''خذ العفو'' کے معنی دریافت فرمائے۔ فرمایا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرے اس کو معاف فرمادیں۔ پس اس کو مختصر کیا، اور اکثر اس پر ہیں کہ عفو یہ ہے جو ان کے عیال کے خرچ سے زائد ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پوچھتے ہیں ہم راہِ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہو، جو کچھ تمہاری ضروریات سے زیادہ ہو''۔

۹۔ آیات کی تفسیر وتوضیح

علامہ خفاجیؒ نے آیات سے استدلال کرتے ہوئے ان کی تفسیر وتوضیح مفسرین کے اقوال کی روشنی میں پیش کی ہے۔

معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں، مؤلف نے

۱۔ الاعراف: ۱۹۹

۲۔ البقرہ: ۲۱۹

۳۔ نسیم الریاض: ج ۳، ص ۳۰۷

اس ضمن میں آیت کو بیان کرکے مفسرین کی آرا نقل کی ہیں۔

۱۔لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِ الۡکُبۡرٰی (۱) ... أی رأی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیلة الاسراء الکبریٰ من آیات ربه وعجائب ملکوته۔ وقال البیضاوی: أی والله لقدرأی الکبریٰ من آیات ربه، وعجائبها الملکیة والملکوتیة لیلة المعراج (۲)، وقیل: إنها المعینة بما رأی والکبری صفة الآیت والمفعول محذوف... قیل والاضافة إل الرب تدل علی أنها غیره ولو رأه لکان الطاہر ذکره دون آیاته، قاله صاحب الکشاف، (۳)

''اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسراء کی رات اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں اوراس کے ملکوت کے عجائب دیکھے، اور بیضاوی نے کہا، یعنی اللہ کی قسم تحقیق ؟اس معراج کی رات میں اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں، اوراس کے عجائب ملکیہ اور ملکوتیہ دیکھے اورایک قول ہے، بے شک یہ متعین ہے جو دیکھا اور کبریٰ آیات کی صفت ہے اور مفعول محذوف ہے...... ایک قول ہے کہ اضافت رب کی طرف دلالت کرتی ہے کہ وہ جو دیکھا اس کے علاوہ ہے اور جو دیکھا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا ذکر نشانیوں کے علاوہ ہے۔اس کو صاحب کشاف نے کہا ہے۔

۲۔عصمت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مؤلف نے اس شخص کا ذکر کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کرنا چاہتا تھا۔مؤلف نے آیت کو بیان کرکے اس کی تفسیر ذکر کی:

۳۔اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ٥

۱۔النجم:۱۸

۲۔البیضاوی، عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی، ناصرالدین، أبوسعید، أنوار التنزیل وأسرار التاویل، محقق: محمد عبدالرحمٰن المرعشلی: ج ۵، بیروت: داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۸ھ: ص ۱۵۸

۳۔الزمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل: ج ۴، ص ۴۲۱۔نسیم الریاض: ج ۱، ص ۳۴۵

وَ جَعَلْنَا مِنْم بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (۱)

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں جن سے وہ ٹھوڑیوں تک جکڑے گئے ہیں، اس سے وہ سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ ہم نے ایک دیوار ان کے آگے کھڑی کردی ہے اورایک دیوار ان کے پیچھے ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے انہیں اب کچھ نہیں سوجھتا۔

قال البغوی فی تفسیر هذه الایة: نزلت فی ابی جهل ورفیقه المخزومی حین حلف إن رأه صلی الله تعالیٰ وسلم، لیرضخن رأسه... وقال المخزومی: أنا اقتله بهذا الحجر، فأتاه وهو یصلی فأعماه الله إلی آخر... (۲) وفی تفسیر القرطبی: انها نزلت فی أبی جهل وصاحبیه المخزومین، ثم ذکر قصة أبی جهل، وأن صاحبه الثانی: هو الولید بن المغیرة، وأنه الذی أعمی الله بصره ولم یر أصحابه حتی نادوه، فقال الثالث: والله لأشدخن رأسه وأنه رجع وقال بعد ما خر مغشیاً علیه، سئل عن امره، فقال: حال بینی وبینه فحل لو دنوت منه أکلنی، وأنه لم یر مثله (۳) فنزلت هذه الایة۔ (۴)

بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ ابوجہل اوراس کے ساتھی مخزومی کے حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے حلف اُٹھایا کہ اگر محمد ﷺ کو دیکھیں گے، ان کا سر زخمی کردیں گے اور مخزومی نے کہا: میں انہیں اس پتھر سے قتل (نعوذ باللہ) کردوں گا، پس وہ آپ ﷺ

۱۔ یٰسین: ۸۔۹

۲۔ البغوی، حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی، أبو محمد، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، محقق: عبدالرزاق المهدی: ج ۴، بیروت، داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۰ھ: ج ۴، ص ۶

۳۔ القرطبی، محمد بن أحمد الانصاری، أبو عبداللہ، الجامع الأحکام القرآن، تحقیق: أحمد البردونیک وإبراہیم أطفیش، القاهر: دارالکتب المصریہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۸۴ھ۔۱۹۶۴: ج ۱۵، ص: ۷

۴۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۲۴۱۔۲۴۲

کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس اللہ نے اسے اندھا کر دیا الی اخرہ اور تفسیر قرطبی میں ہے یہ ابو جہل اور اس کے ساتھی مخزومیوں کے بارے میں نازل ہوئی، پھر ابو جہل کے قصہ کا ذکر کیا اور جہاں تک دوسرے ساتھی کا تعلق ہے، وہ ولید بن مغیرہ ہے اور بے شک جس کو اللہ نے اندھا کر دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اسے پکارنے لگا۔ پس تیسرے نے کہا: اللہ کی قسم میں ان کا سر گردن سے (نعوذ باللہ) توڑ دوں گا اور یہ کہہ کر وہ لوٹا اور کہنے لگا میں اس پر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور بے ہوش ہو کر گرنے کے بعد جب اس سے اس معاملے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا میرے اور آپ کے درمیان ایک اونٹ حائل ہو گیا۔ پس اگر میں ان کے قریب جاتا تو وہ مجھے کھا لیتا اور بے شک اس سے پہلے اس کی مثل نہیں دیکھا، پھر یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (۱) کی تفسیر میں مؤلف نے مفسرین کی آر بیان کی ہیں:

> قيل فى تفسيره: العدل الفرائض والإحسان النافلة، وقيل: العدل استواء السريرة والعلانية والإحسان أن تفضل السريرة العلانية، وقيل: العدل الإنصاف والإحسان التفضيل: وقال ابن عطية: العدل فعل كل مفروض من العقائد والعبادة وأداء الأمانات والإنصاف والإحسان فعل مندوب (۲) وقال البغوى: العدل بين العبد وربه إيثار حقه على حظ نفسه، واجتناب الزواجر وامتثال الأوامر، وبينه وبين نفسه منعها عما فيه هلاكها، والصبر بينه وبين غيره بذل النصحية وترك الخيانة وإنصا فهم من نفسه، والصبر على اذاهم... (۳)

۱۔ النحل: ۹۰

۲۔ ابن عطیہ الاندلسی، عبدالحق بن غالب بن عطیہ، أبو محمد، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، عبدالسلام عبدالشافی محمد، بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۲ھ: ج ۳، ص ۴۱۶

۳۔ نسیم الریاض: ج ۱، ص ۲۵۴

اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے: عدل فرائض کے معنی میں ہے اور احسان نوافل کے معنی میں ہے اور ایک قول ہے: عدل چھپی اور ظاہری چیزوں کو درست کرنا اور احسان چھپی چیزوں کو اعلانیہ پر فضیلت دیتا ہے ایک قول ہے: عدل انصاف کے معنی میں اور احسان تفضیل کے معنی میں ہے۔ اور ابن عطیہ کہتے ہیں کہ عدل کا تعلق عقائد اور عبادات، ادائے امانت اور انصاف میں سے فرض چیزوں سے ہے اور احسان فعل مندوب ہے اور بغوی نے کہا عدل کا تعلق بندے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔ اللہ کے حق کو اپنے حق پر ترجیح دینا ہے، زواجر سے اجتناب کرنا اور حکم بجالانا اور جو اسے ہلاکت میں ڈالے اپنے نفس کو اس سے منع کرے، اور صبر کرنا ان چیزوں میں جو اس کے اور غیر کے درمیان ہیں اس طرح کہ دوسروں کی خیر خواہی پر عمل کرے اور خیانت کو ترک کرے اور ان سے اپنی طرف سے انصاف کرے اور ان کی تکلیف پر صبر کرے۔

حدیث سے استدلال اور اخذ وروایت

سیرت طیبہ کا دوسرا سب سے ضخیم اور اہم ذریعہ کتب احادیث ہیں۔ محدثین نے ان احادیث کو بھی بیان کیا ہے۔ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالاتِ زندگی سے متعلق ہیں۔ ان کتب احادیث کی تدوین میں محدثین نے صحیح وضعیف احادیث کی جانچ پڑتال کے لیے اصول وقواعد بنائے، نسیم الریاض کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ مؤلف نے احادیث سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی مکمل تحقیق بھی کی ہے احادیث سے استدلال اور اخذ وروایت کرتے ہوئے علامہ خفاجیؒ نے ان میں درج ذیل نکات بیان کیے ہیں:

۱۔ کثرت طرق کی بنا پر حدیث کی تقویت

۲۔ قرآن کے لیے حدیث سے استدلال

۳۔ متعارض ومتناقص روایات میں جمع وتطبیق

۴۔ روایات کے مآخذ واسناد کا التزام

۵۔ موضوع اور باطل روایات کی تردید ونشاندہی

۶۔ضعیف روایات کی نشان دہی

۷۔حدیث سے تائید وتوثیق

۸۔راویوں کی جرح وتعدیل

۹۔روایت کی ترجیح وتردید کا معیار

۱۰۔حدیث کے ناسخ ومنسوخ کا بیان

۱۱۔احادیث سے احکام کا استنباط

۱۔کثرت طرق کی بنا پر حدیث کی صحت

بعض محدثین کا اصول ہے کہ اگر کسی ضعیف حدیث کے متعدد طرق ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث میں کوئی نہ کوئی اصل ہے۔مولانا ادریس کاندھلوی نے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف حدیث کو بہ مقابلہ قیاس ترجیح دیتے ہیں۔(۱) کیوں کہ کثرت طرق سے کم زور حدیث صحت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔نسیم الریاض میں اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ نبی اکرم ﷺ کی نظافت و پاکیزگی کے بارے میں علامہ خفاجیؒ نے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کر کے اس کے متعدد طرق کا ذکر کیا ہے:

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

بنی الدین علی النظافة (۲)

دین کی بنیاد پاکیزگی پر ہے۔

یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے۔مؤلف نے وہ تمام طرق نقل کیے ہیں۔یہ حدیث القوت اور احیا کے کتاب العلم میں ہے اور حافظ عراقیؒ نے احیا کی احادیث کی تخریج میں کہا ہے کہ ہم نے اس کو نہیں پایا۔

۱۔ادریس کاندھلوی،سیرت المصطفیٰ ﷺ،لاہور: مکتبہ عثمانیہ بیت الحمد،س۔ن: ج۱،ص ۱۳۵

۲۔الرازی،محمد الرازی فخر الدین ابن العلامۃ ضیاء الدین عمر،مفاتیح الغیب،بیروت: دار احیاء التراث العربی، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۲۰ھ: ج۱۱،ص ۲۹۷

ابن حبانؒ نے "الضعفا" میں حدیث عائشہؓ کو ان الفاظ میں بیان کیا:

تنظفوا الاسلام نظیف

پاکیزگی اختیار کرو پس بے شک اسلام پاکیزہ ہے۔

اور طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند سے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے: پاکیزگی ایمان کی دعوت دیتی ہے۔(۱) اور ترمذی میں ہے:

ان اللہ نظیف یحب النظافۃ (۲)

بے شک اللہ پاکیزہ ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔

اور رافعی نے تاریخ قزوین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

تنظفوا بکل ما استطعتم فإن اللہ بنی الاسلام علی النظافۃ، ولن یدخل الجنۃ إلا کل نظیف (۳)

تم میں سے ہر ایک اپنی استطاعت کے مطابق پاکیزگی اختیار کرے۔ پس بے شک اسلام کی بنیاد پاکیزگی پر ہے اور نہیں داخل ہوگا جنت میں سوائے ہر پاکیزہ کے۔

ان طرق کو بیان کرنے کے بعد علامہ خفاجیؒ لکھتے ہیں:

وبما ذکرناہ من أن الحدیث روی من طرق متعددہ تجبر ضعفہ، علم أنہ خرج من الضعف إلی مرتبۃ الحسن ومعناہ صحیح (۴)

اور جو ہم نے حدیث کے متعدد طرق بیان کیے، وہ اس کے ضعف کو دور کرتے

۱۔ عراقی زین الدین عبدالرحیم، أبوالفضل، المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار، بیروت لبنان: دار ابن حزم، الطبعۃ الاوّل، ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵م: ص ۶۰

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسی سنن، أبواب الادب، باب ماجاء فی النظافۃ، تحقیق: بشار عواد معروف، بیروت: دار المغرب اسلامی، ۱۹۹۸ء: حدیث ۲۷۹۹

۳۔ القزوینی، أبوالقاسم الرافعی، التدوین فی أخبار قزوین، محقق: عزیز اللہ العطاردی، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۷ء: ج ۱ ص ۱۷۶

۴۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۶۔ ۷

ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بے شک یہ حدیث ضعف سے نکل کر مرتبہ حسن کو پہنچ گئی ہے اور اس کے معنی صحیح ہیں۔

۲۔حبس شمس کی روایت کو علامہ خفاجیؒ نے متعدد طرق کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت علیؓ کی گود میں سر مبارک رکھے محو استراحت تھے۔ حضرت علیؓ نے نمازِ عصر ادا نہیں کی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؓ تم نے نماز پڑھ لی؟ عرض کیا: نہیں۔ تب آپ ﷺ نے دعا کی: اے خدا یہ تیری اطاعت میں اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو ان پر سورج کو واپس کر دے۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے دیکھا اور پہاڑوں اور زمین پر ٹھہرا رہا۔ (۱)

اس حدیث کو امام طحاوی نے اپنی کتاب ''مشکل الحدیث'' میں دو طریقوں سے روایت کیا۔ طبرانی نے بھی اسے مختلف سندوں سے روایت کیا اور اس کے رجال کو ثقات قرار دیا۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شامل کیا ہے اور اس کی روایات کو مضطرب اور اس کے رجال کو مہتم بالکذب اور واضع قرار دیا جیسے احمد بن داؤد دار قطنی اور ابن حبان کہتے ہیں، بے شک وہ کذاب متروک الحدیث وضاع ہے اور عمار بن مطر مشرک ہے۔ ذھبی نے بھی ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ میزان میں اور لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے (۲) اور اس ردِ شمس کی حدیث کا تعاقب کیا جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لم تر د الشمس الا علیٰ یوشع بن نون (۳)

ردِ شمس نہیں ہوا سوائے یوشع بن نون کے۔

اور دوسرے طرق میں فضیل بن مرزوق، اور اسے یحییٰ نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان

۱۔ العقیلی، محمد بن عمرو بن موسیٰ، أبو جعفر، الضعفاء الکبیر، محقق: عبد المعطی أمین قلعجی: بیروت، دار المکتبۃ العلمیۃ، الطبعۃ الاول، ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۸۴ء: ج ۳، ص ۳۲۷

۲۔ الذھبی، أبو عبد اللہ، میزان الاعتدال فی نقد الرجال: ج ۳، ص ۱۷۰

۳۔ الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک، أبو جعفر، شرح مشکل ال آثار، تحقیق: شعب الارنؤوط، موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴: ج ۳، ص ۹۶، حدیث ۱۰۷۰

نے کہا اس کو موضوعات میں روایت کیا اور یہ حدیث باطل ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: اور نہیں ہے تہمت اس میں سوائے ابن عقبہ کے پس بے شک وہ رافضی تھا جو صحابہ کی خامیاں (نعوذ باللہ) بیان کرتا تھا اور ابن مردویہ داؤد بن فراہیج سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی گود میں سو رہے تھے اور نہیں پڑھی یعنی حضرت علیؓ نے عصر کی نماز حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا پس پہلی حدیث کے مطابق ذکر کیا اور اس میں داؤد ضعیف ہے۔ شعبہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

حافظ سیوطی اور سخاوی نے کہا ہے کہ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شامل کیا اور ان سے بہت زیادہ اعراض کیا، حتیٰ کہ انہوں نے اس میں بہت زیادہ صحیح احادیث درج کی ہیں جیسا ابن الصلاح نے اشارہ کیا۔

علامہ خفاجیؒ نے اس تمام بحث کے بعد کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ اشارہ کیا کہ اس کے متعدد طرق اس کی صحت کی سچائی کی گواہی دیتے ہیں، اور امام طحاوی سے پہلے بھی ائمہ کرام کی کثیر تعداد نے اسے صحیح کہا ہے اور اس کی تخریج ابن شاہین اور ابن مندہ اور ابن مردویہ اور طبرانی نے اپنی معجم میں کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔(۱)

۲۔ عصمت ملائکہ کے ضمن میں علامہ خفاجیؒ، ہاروت و ماروت کے قصے اور اس سے متعلق حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ کی روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی حدیث ضعیف وارد نہیں، اور یہ صحیح نہیں، اس کو رد کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی نے ''مناھل الصفاء'' میں کہ اس کے طرق کثیر ہیں ان میں سے مسند احمد میں ابن عمرؓ سے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ اور اس کو روایت کیا ہے ابن حبان، بیہقی، ابن جریر اور ابن حمید نے اپنی مسند میں اور ابن أبي الدنیا اور ان کے علاوہ نے متعدد طرق سے بیان کیا ہے۔

ابن حجر شرح بخاری میں لکھتے ہیں: بے شک اس کے طرق اس کی صحت کے علم کا فائدہ دیتے ہیں۔(۲)

۱۔نسیم الریاض: ج ۳، ص ۴۸۳۔۴۸۵

۲۔نسیم الریاض: ج ۶، ص ۲۔۷

ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض میں روایات کے متعدد طرق کو بیان کیا ہے جس سے ضعیف روایات کو تقویت ملتی ہے۔ خفاجیؒ نے ایسی بہت سی روایات کے متعدد طرق کی مثالیں نسیم الریاض میں دی ہیں۔(۱)

قرآن کے لیے حدیث سے استدلال

علامہ خفاجیؒ نے احادیث سے استدلال کرتے ہوئے آیات کے معنی و مطلب کی وضاحت احادیث مبارکہ سے کی ہے۔ اس ضمن میں خفاجیؒ نے بہت سے مواقع پر احادیث مبارکہ سے استدلال کیا اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت یونسؑ کی نبوت کی بعثت اس کے بعد ہوئی جب مچھلی نے ان کو اپنے شکم سے باہر نکال دیا اور اس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝۱۴۵ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝۱۴۶ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝۱۴۷ (۲)

آخر کار ہم نے اسے بڑی سقیم حالت میں ایک چٹیل زمین پر پھینک دیا اور اس پر ایک بلیدار درخت اگا دیا۔ اس کے بعد ہم نے اسے ایک لاکھ، یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔

۲۔ علامہ خفاجیؒ نے اس آیت: وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝۱۴۶ میں شجرۃ کی وضاحت میں حدیث سے اس طرح استدلال کیا ہے:

وهی شجرة تين، وقيل: القرع، وعلى هذين فإطلاق الشجرة عليه

۱۔ نسیم الریاض: ج ۱، ص ۱۲۸، ۱۴۶، ۱۵۷، ۱۵۹: ج ۲، ص ۶، ۷، ۳۰، ۹۸، ۱۱۶، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۸۳، ۲۰۰، ۲۱۴، ۲۸۱، ۲۸۷، ۳۰۸، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۷، ۳۴۲، ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۹، ۴۰۷، ۴۵۶۔ ج ۳، ص ۹، ۱۶، ۳۴، ۳۷، ۵۲، ۵۹، ۶۸، ۹۹، ۱۱۱، ۱۷۰، ۱۷۳، ۳۵۲، ۴۸۳، ۴۸۵، ۴۸۹، ۵۱۰۔ ج ۴، ص ۲۱، ۵۲، ۵۳، ۸۵، ۹۳، ۹۷، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۰، ۲۸۹۔ ج ۵، ص ۷۳، ۴۱، ۶۴، ۷۳، ۹۷، ۹۸، ۲۹۷، ۳۰۹، ۳۶۴۔ ج ۶، ص ۷، ۸، ۳۳، ۲۸۱

۲۔ الصافات: ۱۴۵۔۱۴۷

مجاز لأنهاماله ساق، والمشهور الثانی؛ بما روی أنه، ﷺ یحبة ویقول: هی شجرة أخی یونس (۱)

اور یہ انجیر کا درخت ہے اور ایک قول کہ لوکی کا ہے اور ان دونوں قولوں کے مطابق شجرہ کا اطلاق اس پر مجازی ہے، کیوں کہ اس کا تنا نہیں ہوتا ہے اور دوسرا مشہور قول ہے اس وجہ سے کہ روایت ہے کہ آپ ﷺ لوکی کو پسند کرتے تھے اور فرماتے ''یہ میرے بھائی کا درخت ہے۔''

۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں مذکور کلمات جو کہ تین کذب تھے ان میں سے تیسرا قول ''جو بادشاہ سے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری بہن ہے''۔ حضرت ابراہیمؑ کا کہنا کہ اسلام میں میری بہن ہے یہ بھی سچ ہے کیوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (۲)

بے شک تمام مومن بھائی ہیں۔

علامہ خفاجیؒ فرماتے ہیں:

وهذا یدل علی صحة إطلاقه وحسنه، أی إخوة فی الدین، وفی الحدیث، المسلم أخوالمسلم، لا یظلمه ولا یخذله" وهو قد شاع حتی قیل: إنه حقیقة عرفیة (۳)

یہ آیت دلالت کرتی ہے اس کے اطلاق کے صحیح ہونے پر اور اس کے حسن ہونے پر یعنی ''دین میں بھائی ہیں اور حدیث میں ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے دھوکہ دیتا ہے۔ اور یہ تحقیق شاع ہے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے: بے شک یہ حقیقت عرفیۃ ہے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ کے عوارض بشریہ کے تحت علامہ خفاجیؒ نے نبی اکرم ﷺ کے

۱۔ نسیم الریاض: ج۵، ص۱۷۶۔۱۷۷

۲۔ الحجرات: ۱۰

۳۔ شہاب الدین خفاجیؒ، نسیم الریاض: ج۵، ص۳۲۶۔۳۲۷

ظاہری مدت حیات پوری کر کے رفیق اعلیٰ سے ملنے کے حوالے سے آیت کا ذکر کیا اور پھر حدیث بیان کی ہے:

قال تعالیٰ: وَ حَسُنَ أولٰئِکَ رَفِیقًا (۱) وقیل: الرفیق، المرادبه: الله لرفقه لعباده اولانه معهم، أینما کانوا، وعن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها، أنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، قال عند موته: ''بل الرفیق الأعلیٰ (۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں'' اور ایک قول ہے رفیق سے مراد اللہ ہے کیوں کہ وہ بندوں پر نرمی کرتا ہے یا اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہاں کہیں وہ ہوں اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی موت کے وقت فرمایا: بل الرفیق الاعلیٰ

متعارض ومتناقص روایات میں جمع وتطبیق

علامہ خفاجیؒ نے گہرے تفکر وتدبر اور تحقیق وجستجو کے بعد نسیم الریاض میں بہت سے مقامات پر متعارض ومتناقص روایات کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے۔ متضاد روایات کی نشان دہی اور ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنا مؤلف کی دقتِ نظر اور بصیرت کی دلیل ہے۔

یوں تو ''نسیم الریاض'' میں متعارض روایات میں جمع وتطبیق کی کثیر مثالیں موجود ہیں لیکن یہاں چند امثال کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ خفاجیؒ کا متضاد روایات میں جمع و تطبیق کے ضمن میں کیا طرزِ استدلال ہے؟

۱۔ لیلۃ الجن میں نبی اکرم ﷺ اکیلے تھے، یا آپ کے ساتھ کوئی تھا؟ علامہ خفاجیؒ نے اس حوالے سے صحیح مسلم اور دلائل بیہقی کی روایات ذکر کر کے ان میں تطبیق پیدا کی ہے۔

مسلم میں ابنِ مسعود کی روایت بیان ہوئی ہے کہ لیلۃ الجن میں ہم میں سے نبی اکرم

۱۔ النساء: ٦٩

۲۔ البخاری، صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب دعا النبی ﷺ، حدیث نمبر ٦٣٤٨۔ نسیم الریاض: ج٦، ص ٢١

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی نہ تھا۔(۱)

دوسری روایت علامہ بیہقی سے منداً بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے میں اپنے اصحاب سے کہا: تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ لیلۃ الجن میں میرے ساتھ حاضر ہو۔ وہ ایسا کرسکتا ہے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں صرف اکیلا تھا۔ ہم چلے یہاں تک کہ ہم مکے کے بالائی حصے میں پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے اپنے پاؤں سے خط کھینچا اور مجھے حکم دیا اس میں بیٹھے رہو۔ خود تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ کھڑے ہوئے اور قرآن کھولا، پس سیاہ لوگوں نے احاطہ کرلیا حتیٰ کہ میں نے فجر کی آواز سنی اور انہیں یہ کہتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے: کون گواہی دے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہی ایک درخت تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر درخت گواہی دے گا تو تم مان لوگے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پس اس درخت نے گواہی دی لہٰذا وہ لوگ ایمان لے آئے۔(۲)

علامہ خفاجیؒ نے علامہ بیہقی کی ان روایات میں تطبیق بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت ابنِ مسعودؓ کا کہنا کہ ہم میں سے کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کو قرآن پڑھانے کے لیے گئے تو مجھے ساتھ لے گئے لیکن قرآن پڑھانے کے لیے اکیلے گئے۔ ابتدا میں ہم ساتھ تھے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط کھینچ دیا اور اس میں بیٹھنے کو کہا۔

علامہ خفاجیؒ نے علامہ بیہقی کی تطبیق کو درست قرار نہیں دیا اور یہ اس وقت گمان کیا جاسکتا ہے جب ایک ہی رات میں واقعہ پیش آیا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا، بعض مکے میں بعض مدینے میں(۳)

خفاجیؒ اس بارے میں دلائل النبوۃ سے سنداً ابنِ مسعود سے روایت کرتے ہیں(۴) کہ

۱۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الجهر بالقرأۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن، حدیث نمبر ۴۵۰

۲۔ البیہقی، احمد بن حسین، ابوبکر، دلائل النبوۃ، ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۰۵ھ: ج ۲، ص ۲۲۵۔۲۳۱

۳۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۲۹۲

۴۔ ابونعیم، احمد بن عبداللہ الأصبهانی، دلائل النبوۃ، تحقیق: الدکتور محمد رواس قلعہ جی، عبدالبر عباس بیروت: دارالنفائس الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۶ھ: ج ۱، ص ۳۶۶

آپ ﷺ کے ساتھ وفد جن کی رات میں کون تھے؟ اس کی تفصیل ابنِ مسعودؓ نے بیان کی کہا: اہلِ صفہ کے تمام مردوں کو لوگ رات کے کھانے کے لیے ساتھ لے گئے، اور مجھے کوئی نہ لے گیا۔ میرے پاس سے رسول ﷺ گذرے اور فرمایا کیا تجھے کوئی اپنے ساتھ رات کے کھانے کے لیے نہیں لے گیا؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا: تو میرے ساتھ چل شاید میں تیرے لیے رات کے کھانے کے لیے کچھ پاؤں۔ پس میں آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ کے حجرے تک چلا پس آپ ﷺ نے مجھے چھوڑا اور خود داخل ہو گئے، پھر باندی باہر نکلی پس مجھ سے کہنے لگی: رسول اللہ ﷺ تیرے رات کے کھانے کے لیے کچھ نہیں پاتے، پس میں مسجد کی طرف لوٹ گیا اور اپنا کپڑا لپیٹا، پھر باندی آئی اور کہنے لگی: رسول اللہ ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں اس امید پر آیا کہ شام کا کھانا ملے گا، پس نکلے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی، پس آپ ﷺ نے اس سے میرے سینے کے طرف اشا ہ کیا اور کہا: میرے ساتھ ادھر چلو جہاں میں جا رہا ہوں، پس میں نے کہا ماشاء اللہ اور تین دفعہ دہرایا، پس ہم چلے حتیٰ کہ ہم بقیع غرقد میں پہنچے آپ ﷺ نے اپنی لاٹھی سے خط کھینچا اور فرمایا: اس میں بیٹھو حتیٰ کہ میں آجاؤں اور یہاں سے نہ ہلنا، پس حضور ﷺ تشریف لے گئے اور میں کھجور کے درختوں کے اردگرد، پس غبار جیسے سیاہ رنگ کا دھواں نما چیز اڑ رہی تھی۔ پس مجھے ڈر ہوا تو کہا میں یہاں سے چلا جاؤں یا لوگوں کو مدد کے لیے بلاؤں، گمان ہوا ہوازن نے کوئی چال چلی ہے۔ پھر مجھے نبی اکرم ﷺ کا فرمان یاد آیا: یہاں سے نہ ہٹنا پس میں نے سنا آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے بیٹھو اور آپ ﷺ ان پر لاٹھی کو کھٹکا رہے تھے، پھر وہ بیٹھ گئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ صبح صادق پھوٹ پڑے، پس وہ چلے گئے اور آپ میرے پاس آئے، پس میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا جو میرے دل میں تھا پس آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نصیبین کا وفد تھا۔

علامہ خفاجیؒ نے علامہ بیہقیؒ کی تطبیق کے درست نہ ہونے کی بنا پر یہ حدیث بیان کی اور ساتھ یہ بھی ذکر کیا کہ طبرانی نے اس روایت کو متعدد بار ذکر کیا جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جنوں کا وفد چھ مرتبہ آیا۔

علامہ خفاجیؒ نے ان مقامات کا بھی ذکر کیا جہاں جہاں جنوں کے وفد آئے۔ ایک مکے میں، دوسرا حجون میں، تیسرا مکے کے پہاڑوں میں، چوتھا بقیع غرقد میں، پانچواں مدینے کے

باہر جس میں ابنِ زبیر تھے اور چھٹا جس میں حضرت بلالؓ بھی تھے۔(۱)

۲۔ نبی اکرم ﷺ معراج پر کس جگہ سے گئے علامہ خفاجیؒ نے دو روایتوں کو ذکر کر کے ان میں تطبیق قائم کی ہے۔

ایک روایت ابنِ اسحاق سے بیان کی جو حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیلؑ نبی اکرم ﷺ کو لینے آئے تو آپ ﷺ حجرِ اسود کے پاس سو رہے تھے۔(۲)

دوسری روایت امِ ہانیؓ کی ذکر کی کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے گھر سے ہی معراج کرائی گئی۔(۳)

علامہ خفاجیؒ نے ان دو روایتوں میں تطبیق قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ ان روایات میں تطبیق اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ امِ ہانی کے گھر میں سو رہے تھے۔ پھر وہاں سے حرم میں نماز کے لیے تشریف لے گئے، پس آپ ﷺ پر نیند کا غلبہ تھا سو گئے۔ پھر آپ ﷺ جاگے اور معراج پہ گئے۔

۳۔ علامہ خفاجیؒ نے ام ہانیؓ کی اس بات کہ ''ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، کے اس اشکال کو دور کیا کہ ''وہ ابو طالب کی بیٹی تھیں اور ابو طالب اور ان کی اولاد آپ ﷺ سے محبت کرتی تھی اور آپ ﷺ کی معتقد تھی اور اس کو جاہلیت میں ظاہر نہیں کیا اور اس کو خفیہ رکھنا حکمت کی وجہ سے تھا۔ اسی وجہ سے حضرت علیؓ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لے آئے۔ جب کوہ صفا پر اکٹھا کیا تو حضرت علیؓ ساتھ تھے۔ اور ابو طالب نے اس کو شعر میں بیان کیا جو سیر میں مشہور ہے۔ پس جب نبی اکرم ﷺ اس رات گھر سے نکلے اور حرم میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ تھے۔

علامہ خفاجیؒ اسرا سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ اسرا سے پہلے صبح و شام کی نماز پڑھتے

۱۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۲۹۲۔ ۲۹۳

۲۔ السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء: ج ۵، ص ۲۲۶

۳۔ ایضاً: ص ۲۲۸

تھے، پانچ نمازیں فرض نہیں تھیں۔ پس انہوں نے کہا ہم نے پڑھی، جیسے کہا جاتا ہے فلاں قبیلے نے قتل کیا، اور ان میں قاتل تو ایک ہے۔ کوئی جماعت جب کسی فعل پر راضی ہو جب ان میں سے ایک اس کو کرے تو وہ تمام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور یہ مجاز بلیغ مشہور ہے۔

یہاں بھی علامہ خفاجیؒ نے تطبیق قائم کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہماری بعض آل نے نماز پڑھی اور وہ بھی تھے اور ام ہانی اس وقت خفیہ طور پر مسلمان ہو چکی تھیں۔ جیسے ابن عباسؓ کی روایت ہے۔(۱)

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطیب کو برا کہنا اور اس کے چلے جانے سے متعلق دو روایتوں کو بیان کر کے علامہ خفاجیؒ نے ان میں تطبیق قائم کی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہے اور جس نے دونوں کی نافرمانی کی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو قوم کا برا خطیب ہے، ''کھڑا ہو جا یا'' فرمایا ''چلا جا۔''(۲)

دوسری روایت سنن ابی داؤد کی ہے ''کھڑا ہو، چلا جا۔ تو قوم کا برا خطیب ہے۔''(۳)

علامہ خفاجیؒ فرماتے ہیں یہ ایک ہی قصہ ہے، بعض نے اسے روایت بہ معنی کے طور پر ذکر کیا سوائے کہ اسے کہا جائے ''أو قال'' مؤلف کہتے ہیں یہ راوی کے شک کا تقاضا کرتا ہے اور احتمال ہے کہ روایت میں اختلاف ہو۔ اور کہنے والا پہلے راوی کے علاوہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں یہ زائد ہے کہ اسے تنبیہ کے طور پر ڈانٹ کر دور کرنا کہ جس کو ادب نہیں آتا وہ صحبت کے بھی قابل نہیں۔

علامہ خفاجیؒ نے خطابیؒ کی رائے بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو اسموں کو ملانا ناپسند فرمایا، اللہ اور رسول کے نام کو الگ الگ کہنا چاہیے تھا۔

۱۔ نسیم الریاض: ج ۳، ص ۱۰۷۔۱۰۸

۲۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، حدیث نمبر ۸۷۰

۳۔ ایضاً

امام النووی فرماتے ہیں کہ اس نہی کا سبب یہ ہے کہ خطبے کی شان اس کا واضح ہونا اور اشارات سے بچنا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو اسے تین دفعہ دہراتے، تاکہ صحابۂ کرامؓ اسے سمجھ سکیں۔ دونوں اسموں کو جمع کرنا ناپسند نہیں کیا۔(۱)

اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

أن یکون اللہ ورسولہ أحب الیہ مما سواھما (۲)

کہ اللہ اور اس کے رسول اسے دوسروں سے زیادہ محبوب ہو جائیں۔

علامہ خفاجیؒ نے علامہ علائی کے حوالے سے ان احادیث میں تطبیق کی ہے۔ اس کی چار وجوہات بیان کی ہیں۔

۱۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے لیے خاص ہے، کیوں کہ آپ ﷺ مقام ربوبیت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں وہم نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ اس کو برابر سمجھیں، بہ خلاف امت، کیوں کہ امت کے بارے میں یہ امکان ہے کہ اللہ اور رسول کو ایک درجے میں سمجھ رہے ہوں خاص کر جب ایک ہی ضمیر کے ذریعے اطلاق ہو۔ جب کہ کلام میں جمع کی اجازت ہو جیسے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

من کان اللہ رسولہ احب الیہ مما سواھما (۳)

اور نبی اکرم ﷺ کا حکم اس خطیب کے لیے افراد کے ساتھ شاید وہ اس میں برابری کا وہم کریں۔ اور وفد مخاطب عہد اسلام کے قریب تھے۔

۲۔ دوسری تطبیق یہ قائم کی کہ آپ ﷺ نے اس خطیب کو منع فرمایا۔ یہاں جو لوگ تھے ان کے بارے میں وہم تھا کہ ضمیر کی جمع کی بنا پر دونوں کے مقاموں کو برابر سمجھیں یہ شاید پہلے سے زیادہ قریب ہے۔

۱۔ النووی، أبوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، المنھاج شرح صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، بیروت: داراحیاء التراث العربی الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۹۲ھ: ج۶، ص۱۵۹۔۱۶۰

۲۔ صحیح بخاری کتاب الایمان، باب: من کرہ أن یعود فی الکفر ... حدیث ۲۱

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ ال ایمان، حدیث ۱۶

۳۔ان کو جمع کرنا واجب کی بنا پر نہیں ہے۔بل کہ ندب وارشاد کی وجہ سے پہلے کی طرف تھا۔

۴۔یہ اس خطیب کے لیے خاص تھا، کیوں کہ اس نے اس میں برابری سمجھی پس یہ ہر اس کے لیے خاص ہے جس کا حال اس خطیب جیسا ہو۔باقیوں کے لیے اجازت ہوگی۔(۱)

علامہ خفاجیؒ نے متعارض روایات بیان کرنے کے ساتھ ایسی روایات بھی بیان کی ہیں جو متعارض نہیں ہیں ان کو بھی بیان کرتے ہیں جیسے درج ذیل مثال میں ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احتباء (۲) کرنے کے حوالے سے دو روایات بیان کی ہیں:

۱۔سنن ابی داؤد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مجلس میں تشریف رکھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے احتبا کر لیتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر نشست احتبا پر ہوتی۔(۳)

علامہ خفاجیؒ نے درج بالا حدیث کو بیان کر کے یہ کہا:

ولیس ھذا معارضا لما ورد فی الحدیث

اور پھر دوسری حدیث ذکر کی۔(۴)

نھی عن الاحتباء فی ثوب واحد (۵)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے سے احتباء کرنے سے منع فرمایا۔

اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے متعارض روایات میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے کس طرح تحقیق وتفتیش کی ہے۔یہ چیز مؤلف کی روایات واحادیث پر گہری دسترس کی عکاسی کرتی ہے، اوران کی وسعت نظر اور محققانہ بصیرت کی دلیل ہے۔نسیم

۱۔العلائی، صلاح الدین أبوسعید، الفصول المفیدۃ فی الواو المزیدۃ، محقق: حسن موسی الشاعر، عمان: دار البشر، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰: ص ۹۰۔۹۲

۲۔گھٹنوں کو کھڑا کر کے ان کو ہاتھوں یا کپڑے سے گھیر لینے کو احتبا کہتے ہیں۔

۳۔صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الصلاۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس، حدیث ۵۸۴

۴۔نسیم الریاض: ج ۲، ص ۳۹۲

۵۔السجستانی، ابوداؤد، سنن، کتاب اللباس، باب فی لبسۃ الصماء: حدیث ۴۰۸۱

الریاض کے اور بھی بہت سے مقامات پر مؤلف کی روایات واحادیث میں جمع وتطبیق کی مثالیں ملتی ہیں۔(۱)

روایات کے مآخذ واسناد کا التزام

تیسری اور چوتھی صدی میں لکھی جانے والی کتب سیرت یعنی سیرت ابن اسحاق، طبقات ابن سعد، تاریخ طبری اور واقدی کی کتاب المغازی سیرت کی امہات الکتب کہلاتی ہیں۔ اس دور کے سیرت نگاروں نے اپنی سیرت نبوی ﷺ میں اسناد کی پابندی کی ہے۔ بعد کے تمام ادوار میں لکھی جانے والی کتب سیرت کا سرچشمہ یہی چار کتابیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے سیرت نگاروں نے بغیر اسناد کے ان کی کتب سیرت سے مواد اخذ کیا، اس لیے کہ اسناد ان کتب میں موجود تھیں۔ علامہ خفاجیؒ نے اپنی سیرت نبوی ﷺ میں بہت زیادہ مصادر ومآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ یہ مصادر ومآخذ حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، تصوف کی کتابوں کے مجموعوں پر مشتمل ہیں۔ مؤلف نے ان تمام مصادر ومآخذ سے اس قدر کثیر روایات لی ہیں کہ اگر وہ ہر روایت کی سند نقل کرتے تو ان کی کتاب بہت ضخیم ہو جاتی۔ اختصار کی غرض سے انہوں نے اسناد تو نقل نہیں کیں، لیکن روایات کے مآخذ کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نسیم الریاض میں علامہ خفاجیؒ نے پوری سند کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ان احادیث کی مکمل اسناد بیان کیں جو قاضی عیاضؒ نے ذکر کیں۔ ضعیف اور موضوع احادیث کی بھی مکمل اسناد بیان نہیں کرتے، بل کہ ان میں جو راوی ضعیف ہو صرف اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ایسی موضوع اور ضعیف احادیث جن کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے ان میں سے چند ایک احادیث اور ان کا ضعف مثال کے طور پر درج کی جاتی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

من سره ان ينظر الى رجل يسبقه بعض اعضائه الى الجنة، فلينظر

۱۔ نسیم الریاض: ج ۱، ص ۲۲۰، ۳۶۹، ۳۸۲۔ ج ۲، ص ۳۶، ۱۵۴، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۹۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۸۴، ۳۰۷، ۳۱۳، ۳۹۲، ۴۲۵، ۴۶۶۔ ج ۳، ص ۳۶، ۹۳، ۱۰۳، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۶، ۱۴۹، ۲۳۳، ۴۷۹، ۴۹۴، ۵۰۵۔ ج ۴، ص ۴۰، ۱۰۱، ۱۷۳، ۲۵۸، ۲۹۲، ۳۲۸۔ ج ۵، ص ۷۵: ج ۶، ص ۱۹۸، ۴۱۴

الی زید بن صوحان (۱)

جس کو اچھا لگے کہ وہ دیکھے ایسے آدمی کو جس کے بعض اعضا جنت کی طرف سبقت لے گئے، پس وہ زید بن صوحان کی طرف دیکھے۔

مؤلف نے اس کی سند نقل نہیں کی لیکن اس کی سند میں ضعیف راوی کا بتادیا۔

وفی سندہ ھذیل بن بلال وھو ضعیف (۲)

اوراس کی سند میں ھذیل بن بلال ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء گرامی کے بارے میں روایت ہے:

وقد روی عنہ، علیہ الصلاۃ والسلام لی عشرۃ أسماء وذکر منھا: طہ ویس (۳)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ میرے دس نام ہیں ان میں سے طہ و یاسین کو ذکر کیا۔

اوراس کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

فی حدیث راوہ ابو نعیم فی الدلائل، وابن مردویہ فی تفسیرہ من طریق یحییٰ التیمی، وھو وضاع، عن سیف بن وھیب، وھو ضعیف، وھو ضعیف، عن أبی الطفیل

اس حدیث کو ابو نعیم نے دلائل میں روایت کیا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں یحییٰ التیمی کے طرق سے اور وہ وضاع ہے اور سیف بن وھیب سے اور وہ ضعیف ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس میں یحییٰ التیمی کو وضاع اور سیف بن وھیب کو ضعیف قرار دیا ہے۔(۴)

۱۔ أبو یعلی، الموصلی، أحمد بن علی مسند، تحقیق: عبدالقادر عطاء، بیروت لبنان، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء: ج۱، ص ۳۹۳، حدیث ۵۱۱

۲۔ نسیم الریاض: ج۴، ص ۲۰۷

۳۔ السیوطی، جلال الدین، جامع الأحادیث، م۔ن۔س۔ن: ج۹، ص ۲۵۱، حدیث ۸۳۵۲

۴۔ نسیم الریاض: ج۳، ص ۲۵۴

حضرت انسؓ آپ ﷺ سے وہ حدیث روایت کرتے ہیں، جو آپ ﷺ کے نام پر نام رکھنے پر دلالت کرتی ہے، آپ ﷺ کے نام کو دوسروں سے دور کرنے پر اس لیے کہ وہ شخص قابل تعظیم نہیں ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نام رکھتے ہو اپنی اولاد کا محمد پھر ان پر لعنت کرتے ہو۔(۱)

مؤلف نے اس حدیث کے ماخذ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے:

فی حدیث رواہ الحاکم، والبزار وأبو یعلی، وحسنه

اور ابن حجر کی رائے بیان کی ہے:

إنه حدیث ضعیف، ولا دلیل فیه للکراهة مطلقاً(۲)

یہ حدیث ضعیف ہے، اور اس میں کراہت کی مطلقاً دلیل نہیں ہے۔

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ خفاجیؒ نے موضوع اور ضعیف احادیث کی مکمل اسناد درج نہیں کیں بل کہ ان میں موجود ضعیف راوی کا ذکر کیا ہے۔(۳)

موضوع اور باطل روایات کی تردید ونشان دہی

نسیم الریاض میں علامہ خفاجیؒ نے کتاب الشفا کی شرح کرتے ہوئے کثرت سے موضوع اور ضعیف روایات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ ان موضوع و باطل روایات کی انہوں نے نشان دہی کرتے ہوئے ان کی تردید بھی کی ہے۔ ان میں کچھ احادیث کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، أبوالحسن، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی اسم النبی ﷺ، محقق: حسام الدین القدسی، م۔ن، ۱۴۱۴ھ، حدیث ۱۲۸۳۹

۲۔ نسیم الریاض: ج ۶، ص ۱۴۳

۳۔ نسیم الریاض: ج۱، ص ۲۵۹، ۲۶۰، ۴۲۰۔ ج۲، ص ۷، ۱۲، ۲۰، ۳۵، ۴۹، ۱۰۵، ۱۱۷، ۱۶۷، ۱۷۲، ۲۸۲، ۳۲۵، ۳۳۴، ۳۳۷، ۳۷۴، ۳۹۸، ۴۲۵۔ ج ۳، ص ۶، ۴۰، ۴۱، ۹۱، ۱۵۹، ۲۵۳، ۲۵۴۔ ج ۴، ص ۴۳، ۴۵، ۶۰، ۶۱، ۱۱۳، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۷، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۶۳، ۲۷۶، ۲۹۱، ۳۰۴۔ ج ۵، ص ۳۵، ۳۷، ۴۴، ۴۵، ۷۰، ۱۲۸، ۳۳۲، ۴۳۵۔ ج ۶، ص ۳۶، ۹۲، ۱۴۳، ۱۷۱، ۱۷۷، ۴۵۱

علامہ بیہقی کی ایک حدیث ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی جائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آتی تو کچھ نہ دیکھتی سوائے اس کے کہ پاکیزہ خوش بو سونگھتی۔(۱)

علامہ خفاجیؒ نے لکھا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ موضوع ہے۔(۲)

أن الورد الأحمر خلق من عرق النبی ﷺ، أو من عرق جبریل علیہ السلام (۳)

بے شک گلاب کے پھول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے یا جبرائیل کے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔

مؤلف نے اسے موضوع کہا جیسے اس کو ابن حجر نے نووی سے نقل کیا اور ذھبی اور ابن عساکر نے۔ اس روایت سے متعلق دو اور روایات علامہ خفاجیؒ نے بیان کیں:

وکذا ما فی الفردوس من أن الورد ألا بیض خلق من عرقی لیلة المعراج، والورد الأحمر خلق من عرق جبریل، والوردة الأصفر خلق من عرق البراق (۴)

اور جیسا کہ فردوس میں ہے کہ سفید پھول معراج کی رات میرے پسینے سے پیدا کیا گیا، اور سرخ پھول کو جبرائیلؑ کے پسینے سے اور زرد پھول براق کے پسینے سے پیدا کیا۔

اور حضرت انسؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے:

لما عرج بی الی سماء بکت الأرض... ألا من أراد أن یشم رائحتی،

۱۔ دلائل النبوۃ: ج ۶، ص ۷۰

۲۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۲۰

۳۔ الزرکشی، محمد بن عبداللہ، بدرالدین، ابوعبداللہ، اللآلی المنثورۃ فی الأحادیث المشتہرہ، تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا، بیروت لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ: ص ۱۹۷

۴۔ العجلونی، اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، ومزیل الالباس عما اشتھر من الأحادیث...... بیروت: مناہل العرفان، س۔ن: ج ۱، ص ۲۵۸

فلیشم الورد الأحمر (۱)

جب مجھے آسمان کی جانب لے جایا گیا تو زمین میرے بعد رو پڑی، پس اس نے اپنی نباتات میں سے نصف اگایا۔ جب میں لوٹنے لگا تو میرے پسینے سے ایک قطرہ زمین پر گرا اور وہاں سرخ گلاب کا پھول اگ آیا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری خوش بو سونگھے تو اسے چاہیے کہ وہ سرخ گلاب کا پھول سونگھے۔ اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ (۲)

ایک اور حدیث علامہ خفاجیؒ نے اس طرح نقل کی ہے:

والفقر فخری (۳)

اور فقر میرا فخر ہے۔

مؤلف نے اس حدیث کی تردید میں ابن تیمیہ اور ابن حجر کے اقوال نقل کیے ہیں:

قال ابن تیمیه رحمه الله: "الفقر فخری" لیس بحدیث، ومن قال: انه حدیث فقد کذب

ابن تیمیہ نے کہا: "فقر میرا فخر ہے" حدیث نہیں ہے اور جس نے کہا: "یہ حدیث ہے" پس اس نے جھوٹ کہا۔

ابن حجر کے مطابق یہ حدیث باطل اور موضوع ہے۔ (۴)

مؤلف نے حدیث حمار بھی ذکر کی ہی کہ ایک گدھے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا جب

۱۔ ایضاً۔ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ، کتاب اللباس والتختم، باب الخضاب، تحقیق: عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن: ج ۱، ص ۱۹۶، حدیث ۴

۲۔ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد، الموضوعات، تحقیق: عبدالرحمٰن محمد عثمان، المدینۃ المنورۃ، المکتبۃ السلفیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۸۶ھ، ۲۰۰۷ء: ج ۳، ص ۶۲

۳۔ سخاوی شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد، أبوالخیر، المقاصد الحسنہ، تحقیق: محمد عثمان الخشت، بیروت: دار الکتاب العربی، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵: ص ۴۸۰، حدیث ۷۴۵

۴۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، التمیز فی تلخیص تخریج أحادیث شرح الوجیز المشهور بالتلخیص الحبیر، محقق: ج ۵، ص ۲۱۳۰، حدیث ۱۸۴۳ (۴۵۱۲)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خیبر میں پایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: یزید بن شہاب پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا۔(۱)

ابن حبان نے کہا اس کی سند ضعیف ہے اور اس میں طعن ہے۔

قال ابن الجوزی: انه کذب موضوع (۲)

ان کے علاوہ مؤلف نے تقریباً ۱۵ مقامات پر موضوع روایات کی نشان دہی کرتے ہوئے انہیں باطل اور موضوع قرار دیا ہے۔(۳)

ضعیف روایات کی نشان دہی

کتاب الشفاء میں ضعیف احادیث بہ کثرت ہیں۔ علامہ خفاجیؒ نے اس کی شرح میں ضعیف احادیث کی نشان دہی کی ہے اور ان کے ضعف کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ ان ضعیف احادیث میں منکر، متروک، معضل، مدرج ہر درجے کی ضعیف احادیث ہیں۔ بعض احادیث شدید ضعف کی حامل ہیں۔

علامہ خفاجیؒ نے ضعیف احادیث کے بارے میں مختلف ائمہ کرام کی آرا بیان کیں جس کے تحت حدیث کے ضعف کو بیان کیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ زید بن حباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کہا:

اللھم صلی علی محمد وانزله المنزل المقرب عندک یوم القیامه (۴)

اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

علامہ خفاجیؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں:

۱۔ سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبری، بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن: ج ۲، ص ۱۰۷

۲۔ ابن الجوزی، الموضوعات: ج ۱، ص ۲۹۴

۳۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۲۶، ۳۲۵، ۳۸۵۔ ج ۳، ص ۴۷، ۱۷۲، ۴۸۴۔ ج ۴، ص ۶۱، ۷۵، ۱۶۸، ۲۱۰، ۳۰۴۔ ج ۵، ص ۴۲، ۲۱۳، ۳۲۲۔ ج ۶، ص ۹۱

۴۔ الآجری، محمد بن حسین ابوبکر، الشریعۃ، تحقیق، الدکتور عبداللہ بن عمر بن سلیمان الدمیجی، الریاض، السعودیہ: دار الوطن، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م: ج ۴، ص ۱۶۱۶، حدیث ۱۱۰۶

فهو معضل لا مرسل (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اليد العليا خير من اليد السفلى، واليد العليا المنفقة والسفلى السائلة (۲)

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے اس حدیث کی وضاحت میں: اليد العليا المنفقة والسفلى السائلة کے بارے میں بیان کیا کہ ایک قول کے مطابق اللہ کا ہاتھ عطا کرنے والے کے اوپر ہوتا ہے۔ ہاتھ تین قسم کے ہیں اور ایک قول ہے نیچے والا ہاتھ سوال کے لیے اور استعمال ہوتا ہے، جو مناسب نہیں ہے، کیوں کہ صدقہ اولاً اللہ کے ہاتھ سے واقع ہوتا ہے، اور ایک قول ہے: اوپر والا ہاتھ عطا کرنے والا ہوتا ہے اور نیچے والا ہاتھ عطا نہ کرنے والا ہے۔ ایک قول ہے کہ اوپر والا ہاتھ فقیر کا ہاتھ ہے۔ یعنی صاحب المال کا ثواب کی تحصیل کے لیے بلاؤں کو دفع کرنا۔ یہ قول بعض مشائخ صوفیہ نے اختیار کیا۔ پس اس کا ہاتھ اللہ کے ہاں افضل ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا: یہ میں نے نہیں دیکھا سوائے اس قوم کے کلام کے جنھوں نے سوال کو پسند کیا اور اس کو اچھا سمجھا ہے اور یہ تمام تفصیلات احادیث صحیحہ کی تفسیر کی تصریح کے بعد مضمحل ہو جاتی ہیں۔

اس کے بعد علامہ خفاجیؒ نے کہا:

وان قيل فيه انه مدرج (۳)

اگرچہ کہا گیا ہے کہ یہ حصہ مدرج ہے۔

۲۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی کہاں کا قصد ہے؟ کہا کہ گھر جا رہا ہوں۔ فرمایا: کیا تو نیکی کی طرف آتا ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا

۱۔ نسیم الریاض: ج۵، ص۶۵

۲۔ احمد بن حنبل، مسند، مسند أبی هریرہ: ج ۱۳، ص ۲۵۳، حدیث ۷۸۶۷

۳۔ نسیم الریاض: ج۲، ص۹۹

ہے؟ فرمایا: گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس نے کہا کوئی آپ ﷺ کی شہادت دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ببول کا درخت جو وادی کے کنارے کھڑا ہے۔ تب وہ زمین چیرتا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس سے آپ ﷺ نے تین مرتبہ شہادت دلوائی۔ تو اس نے ویسے ہی کہا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (۱)

علامہ خفاجیؒ فرماتے ہیں:

هذاالحديث منقطع فانه سقط بين ابى عمران وأبى حيان راو وهو محمدبن فضيل (۲)

یہ حدیث منقطع ہے۔ پس بے شک ابی عمران اور ابی حیان کے درمیان ایک راوی ساقط ہے اور وہ محمد بن فضیل ہیں۔

۳۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک نصرانی اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ کا کاتب بنا پھر وہ مرتد ہو گیا اور وہ کہتا تھا کہ حضور ﷺ تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں انہیں لکھ دیتا ہوں۔ (۳)

مؤلف کے مطابق: اس حدیث کی سند میں حمید مدلس راوی ہیں۔ اور ان سے صحاح ستہ نے لیا ہے اور یہ مخفی نہیں کہ اس حدیث کی بھی بخاری نے تخریج کی ہے۔ (۴)

علامہ خفاجیؒ نے صحیحین کے علاوہ باقی صحاح وسنن اور مسانید کے مجموعوں میں موجود ضعیف احادیث نقل کی ہیں۔ اکثر احادیث کے ضعف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ حدیث کے مجموعوں کی روایات پر تنقید وتبصرہ کیا ہے۔ حدیث کے متن وسند دونوں میں موجود ضعف کو بیان کیا ہے۔

حدیث سے تائید وتوثیق

علامہ خفاجیؒ نے موضوع اور ضعیف احادیث کی نشان دہی اور تردید کے علاوہ احادیث

۱۔ البیہقی، دلائل النبوۃ: ج ۶ ص ۱۴۔ ۱۵

۲۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۴

۳۔ البخاری، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث ۳۶۱۷

۴۔ نسیم الریاض، ج ۱، ص ۲۹۳

کی تائیدوتوثیق کے لیے بھی احادیث بیان کیں۔

علامہ خفاجیؒ کے اس طرز استدلال کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت تبسم میں حدیث کی تائید میں دیگر احادیث بیان کیں۔

فی الحدیث: کان ضحکه ﷺ تبسما (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی تبسم ہے۔

اس حدیث کی تائید میں دو احادیث ذکر کیں۔

الف: أن ضحک النبی ﷺ لم یکن الا تبسما (۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی نہیں ہوتی سوائے تبسم کے۔

ب: أنه ضحک حتی بدت نواجذه (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

اس حدیث کے بارے میں مؤلف نے کہا کہ اس سے مراد مبالغہ ہے، حقیقت نہیں۔ (۴)

احمد کی روایت ہے:

سیکون فی امتی ثلاثون کذاب فیهم أربع نسوة (۵)

عن قریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی۔

اس حدیث کی تائید میں یہ حدیث بیان کی۔

فی امتی دجالون کذابون وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی (۶)

میری امت میں دجال جھوٹے ہوں گے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد

۱۔ ابن حجر عسقلانی: ج۹، ص ۲۸۸

۲۔ الترمذی، سنن، ابواب المناقب، باب فی بشاشة، النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث ۳۶۴۲

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب تبسم والضحک، حدیث ۶۰۸۷

۴۔ نسیم الریاض: ج۲، ص ۶۵

۵۔ احمد بن حنبل، مسند احمد: ج۲، ص ۱۰۴

۶۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم، المعجم الاوسط، محقق: طارق بن عوض اللہ بن محمد، عبدالمحسن بن ابراہیم القاہرہ: دارالحرمین، س۔ن: ج۵، ص ۳۲۷، حدیث نمبر ۵۴۵۰

کوئی نبی نہیں۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے:

الظلم ظلمات یوم القیامة(۱)

سب سے بری تاریکی قیامت کے دن کی تاریکی ہے۔

مؤلف نے حدیث کی تائید میں مسلم کی حدیث بیان کی۔

اتقو الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامة، واتقواالشح فان الشح أهلك من قبلكم (۲)

ظلم سے بچو پس ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔اور بخل سے بچو بے شک تم سے پہلوں کو بخل نے ہلاک کیا۔

راویوں کی جرح وتعدیل

علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض میں موضوع وضعیف احادیث کی نشان دہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان احادیث کے راویوں کی جانچ پڑتال بھی کی ہے۔جب کوئی ضعیف یا موضوع حدیث نقل کرتے تو ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ اس حدیث میں ضعف اس وجہ سے آیا ہے کہ اس کی سند کا ایک راوی متروک ہے۔نسیم الریاض میں راویوں پر نقد وجرح کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے حلیۂ مبارک کی روایت کو حضرت حسن ابن علیؓ اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہؓ سے طویل حدیث روایت کرتے ہیں۔(۳)

مؤلف نے اس روایت کی سند میں موجود راوی ابومحمد الحسن المعروف بابن أخی طاہر العلوی کے بارے میں کہا:

هو متهم بالكذب

۱۔صحیح بخاری، کتاب المظالم والغضب، باب الظلم ظلمات یوم القیامة، حدیث ۲۴۴۷

۲۔صحیح مسلم: کتاب البر والصلة وال آداب، باب تحریم الظلم، حدیث ۲۵۷۸۔نسیم الریاض: ج۲،ص ۱۱۸

۳۔دلائل النبوۃ: ج۱،ص ۲۷۶

اور اس کی وضع کی ہوئی حدیث بیان کی۔

علی و ذریته مجتمعون الأوصياء الى يوم القيامة

علی اور ان کی اولاد وصیت میں داخل ہیں قیامت تک۔

وهذا الحديث يدل على كذبه ورفضه (۱)

یہ حدیث اس کے کذب اور رفض پر دلالت کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور بتایا کہ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زینب بنت جحشؓ کے حبالہ عقد میں لائے گا۔ پس یہی وہ چیز ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل میں مخفی رکھا۔(۲)

مؤلف کے مطابق اس کی سند میں عمرو بن فائد متروک راوی ہے۔(۳)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ان کلمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ میں شمار کرایا اور ارشاد فرمایا: ان کو جبرائیلؑ نے میرے ہاتھ میں شمار کرایا اور فرمایا کہ اسی طرح یہ رب العزت عزوجل کی جانب سے نازل ہوئے۔ وہ یہ ہیں:

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراہیم انک حميد مجيد... اللهم وسلم على محمد وعلى آل محمد كما سلمت على ابراهيم وعلى آل ابراہیم انک حميد مجيد (۴)

مؤلف نے اس کی سند کے بارے میں درج ذیل جرح کی ہے:

سیوطی اور حاکم نے کہا: یہ حدیث اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔(۵)

۱۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۴۵۷

۲۔ السیوطی، جلال الدین، الدر المنثور: ج ۶، ص ۶۱۵

۳۔ نسیم الریاض: ج ۶، ص ۵۸

۴۔ البیہقی، احمد بن الحسین، أبو بکر، شعب الایمان، کتاب تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجلالہ وتوقیرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تحقیق: الدکتور عبد العلی عبد الحمید، ریاض: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۳ء، حدیث ۱۴۸۵

۵۔ ابن عساکر، علی بن حسن، ابو القاسم، معجم الشیوخ، تحقیق: الدکتورۃ وفاء تقی الدین، دمشق: دار البشائر، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء: ج ۲ ص ۸۱۷، حدیث ۱۰۲۵

ابن مندہ، الدیلمی، ترمذی اور عراقی نے کہا: یہ بہت ضعیف ہے عمرو بن خالد کذاب اور وضاع ہے۔اس طرح ابن مساور، اور حرب بن الحسن ہیں۔الازدی نے اسے ضعفامیں ذکر کیا ہے۔

ابن حجر فی امالیه: اعتقادی أنه موضوع، وفی سنده ثلاثة ضعفاء، وبعضهم عن نسب إلی الوضع والکذب۔(۱)

ابن حجر اپنی امالی میں کہتے ہیں: میرا اعتقاد ہے کہ یہ موضوع ہے اور اس کی سند میں تین ضعفا ہیں، اور بعض نے ان کو وضع اور کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیلؑ کے سامنے سورہ نجم کی آیات تلاوت کی تو انہوں نے کہا: میں نے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں سنایا تھا، اس روایت کی سند میں کلبی کے بارے میں مؤلف لکھتے ہیں:

کما أشار الیه البزار: انه کذاب وضاع لایوثق به، وقد قال الجرجانی، وابن معین وغیرهما: انه وضع الأحادیث و کذاب (۲)

جیسے کہ بزار نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔بے شک وہ کذاب اور وضاع ہے اس کی توثیق نہیں کی جاتی، اور الجرجانی اور ابن معین اور دوسروں نے کہا بے شک وہ وضاع الحدیث اور کذاب ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض میں ضعیف، مجہول، کذاب اور وضاع راویوں کی نشان دہی کی اور مکمل تحقیق سے ان کے کذب اور وضع کو بیان کیا ہے۔(۳)

روایت کی ترجیح وتردید کا معیار

نسیم الریاض کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے جن کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے، ان میں صحاح و اسانید کے تقریباً تمام مجموعے شامل ہیں۔کتب حدیث کے

۱۔نسیم الریاض: ج۵،ص ۴۴

۲۔نسیم الریاض: ج۵،ص۲۶۶

۳۔ایضاً: ج۱،ص۹، ۱۹۵، ۲۴۰، ۲۵۰، ۳۱۲، ۳۸۸۔ج ۲،ص۹، ۳۱، ۴۷، ۳۶۱، ۴۵۷۔ج ۳،ص۶، ۴۴، ۶۹، ۱۰۰، ۱۷۳، ۲۱۸، ۲۴۱، ۳۳۱۔ج ۴،ص۲۶، ۲۹، ۴۲، ۸۳، ۱۴۰۔ج ۵،ص ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۲۶۶۔ج ۶،ص۵۸، ۱۷۰، ۳۰۷، ۴۰۰

علاوہ علامہ خفاجیؒ نے کتب سیرت سے بھی استفادہ کیا، جن میں سیرت ابن اسحاق، طبقات ابن سعد، تاریخ طبری، واقدی کی المغازی اور دیگر کتب سیرت شامل ہیں۔ مؤلف سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات کے لیے اہل سیر کی روایات کے پہلو بہ پہلو محدثین کی روایات بھی لاتے ہیں اور موازنے کے بعد صحیح روایت کی نشان دہی کرتے ہیں۔

اہل سیر اور محدثین کی روایات

علامہ خفاجیؒ محدثین کی روایات کو بیان کر کے اہل سیر کی روایات بھی بیان کرتے ہیں لیکن اگر بعض ایسی روایات جن میں محدثین اور اہل سیر کے درمیان اختلاف ہے تو آپ نے اہل سیر کی روایات کو ترجیح دی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ روایات کو یوں ہی قبول نہیں کر لیتے، بل کہ تحقیق وتفتیش کے بعد صحیح روایت کو لیتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کے شق کرنے کے واقعے سے متعلق روایات کو بیان کر کے لکھتے ہیں:

الروایتان متعارضتان

یہ روایتیں متعارض ہیں۔

مؤلف نے اس کو بیان کر کے امام سہیلیؒ کی رائے بیان کی کہ ان میں تعارض نہیں ہے یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا، پہلا نفس کے شر والے حصے کی پاکیزگی کے لیے، دوسرا انوار الٰہیہ کے مشاہدہ کی تقویت کے لیے۔(۱)

واقعۂ معراج کے بارے میں کہ یہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے محدثین کی اس روایت کے مقابلے میں ابن المنیر اور قاضی عیاضؒ کی رائے کو راجح کہا کہ واقعہ اسرا ہجرت سے پانچ سال قبل پیش آیا۔(۲)

ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے میں پندرہ سال گزارے یہ ابن سعد کی روایت ہے۔(۳)

۱۔نسیم الریاض: ج۳،ص ۳۵۔۳۶

۲۔ایضاً: ص ۷

۳۔ابن سعد۔طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۱۷۴

مؤلف نے نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۶۵ سال کے قول کو مرجوح قرار دیا اور صحیح قول برھان حلبی کا قرار دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی ان میں سے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں گزارے۔(۱)

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ پہلی وحی جب نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ حالت نوم میں تھے۔(۲)

مؤلف نے اس کی مزید تصدیق ابن اسحاق کی روایت سے کی کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ قرآن کریم نیند کی حالت میں بھی نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا۔ یہ نزول قرآن کی اقسام میں سے ہے۔(۳)

حدیث کے ناسخ ومنسوخ کا بیان

علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض میں احادیث کے ناسخ ومنسوخ کا بھی ذکر کیا ہے۔

سنن ترمذی کی روایت ہے کہ: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ عزوجل قبروں کی زیارت کرنے والوں پر لعنت کرے۔(۴)

اس کے بعد مؤلف نے صحیح مسلم کی روایت ذکر کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔(۵)

مؤلف نے اس کے بعد فرمایا یہ ناسخ ہے کیوں کہ نہی کے بعد حکم دیا ہے۔(۶)

حدیث کی کتاب سے منع کرنے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

۱۔ نسیم الریاض: ج ۵، ص ۱۶۳۔ ۱۶۴

۲۔ صحیح بخاری، کتاب بداء الوحی، باب کیف کان بداء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، حدیث ۳۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بداء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ: حدیث ۱۶۰

۳۔ نسیم الریاض: ج ۵، ص ۱۶۴

۴۔ الترمذی، سنن، أبواب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ زیارۃ القبور للنساء: حدیث نمبر ۱۰۵۶

۵۔ صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ: حدیث ۹۷۷

۶۔ نسیم الریاض: ج ۵، ص ۹۹

لا تکتبوا عنی شیئا غیر القرآن، ومن کتب عنی غیرہ فلیمحہ (۱)

مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو، جس نے مجھ سے اس کے علاوہ لکھا پس وہ اسے مٹا دے۔

مؤلف نے کہا یہ منسوخ ہے یہ حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے زمانے کے لیے مخصوص تھا۔(۲)

حدیث سواد بن عمرؓ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسی حالت میں آیا کہ خوش بو سے لت پت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: درس ہے درس ہے۔ اس کو کھرچ دے کھرچ اور اپنے دست اقدس کی چھڑی میرے پیٹ پر ماری جس سے درد محسوس ہوا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قصاص چاہتا ہوں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے اپنا بطن اقدس کھول دیا۔(۳)

مؤلف نے خوش بو کے حوالے سے کہا:

قد ورد بعض الاحادیث النهی عنه، وفی بعضها: اباحته، والنهی، قیل: انه متاخر ناسخ لاباحته (۴)

تحقیق بعض احادیث میں وارد ہوتا ہے کہ اس کو منع کیا، اور بعض میں ہے کہ اجازت دی، اور انہی کے بارے میں قول ہے کہ یہ متاخر ہے اور اباحت کے لیے ناسخ ہے۔

احادیث سے احکام کا استنباط

علامہ خفاجیؒ جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں ان احادیث سے کوئی مسئلہ نکلے تو

۱۔ صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقائق، باب التثبت فی الحدیث وحکم کتابۃ العلم، حدیث ۳۰۰۴

۲۔ نسیم الریاض: ج۵، ص۲۵۶

۳۔ البغوی، عبداللہ بن محمد ابوالقاسم، معجم الصحابۃ، محقق: محمد بن الامین محمد الجکنی، کویت: دار البیان، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء: ج۳، ص۲۳۸، حدیث ۱۱۷۵

۴۔ نسیم الریاض: ج۶، ص۹۳

اسے بھی بیان کرتے ہیں اور اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں۔ خفاجیؒ کے اس طرز استدلال کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت انس سے روایت ہے:

انی لادخل فی الصلاۃ وأنا أرید اطالتھا، فأسمع بکاء الصبی، فاتجوز فی صلاتی مما أعلم من شدۃ وجد أمہ من بکائہ (۱)

جب میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور اسے لمبی کرنا چاہتا ہوں، پس میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، پس یہ جان کر کہ اس کے رونے سے اس کی ماں سخت غمگین ہوگی۔ میں تخفیف کر دیتا ہوں۔

مؤلف اس حدیث کو بچوں اور عورتوں کے مسجد میں داخلے کے جواز کی دلیل قرار دیتے ہیں۔(۲)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اس کی اجازت دے دی۔(۳)

علامہ خفاجیؒ نے اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ اس میں دلیل ہے فاضل کے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے کی مفضول کے لیے اس کے زہد اور اس کی صلاح کی وجہ سے یا اس کے علم و شرف کی وجہ سے یہ مکروہ نہیں، بل کہ مستحب ہے جب اس کی تعظیم کسی دینی امر کی وجہ سے ہو، پس اگر یہ دنیاوی کام کے لیے ہو تو مکروہ ہے اسے النووی نے اذکار میں بیان کیا ہے۔(۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے بارے میں فرمان ہے کہ جس کو شراب پینے پر حد جاری کی گئی اور اس وقت بعض لوگوں نے اس پر لعنت کی تھی اور کہا تھا تعجب ہے اس کو اس حالت میں لایا گیا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت کرو، کیوں کہ یہ اللہ عز وجل اور اس

۱۔ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من أخف الصلاۃ عند بکاء الصبی: حدیث ۷۰۹۔ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب أمر الأئمہ بتخفیف الصلاۃ فی تمام، حدیث ۴۷۰

۲۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۳۴۲

۳۔ البیہقی: کتاب علامات النبوۃ، باب انقیاد الشجر لہ: حدیث ۲۴۰۹

۴۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۶۔۷

کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔(۱)

اس حدیث سے مؤلف نے یہ دلیل اخذ کی کہ اگر کوئی مسلمان کبائر کا ارتکاب کرے تو اس پر لعنت جائز نہیں۔ اور اس طرح لعنت جائز نہیں، کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بڑی نجات دلانے والی ہے۔(۲)

ان کے علاوہ مؤلف نے جہاں بھی احادیث ذکر کیں، ان سے اگر کوئی مسئلہ اخذ ہوتا ہے تو اس کو بھی بیان کیا ہے۔(۳)

عربوں کی عادات سے استدلال

علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض میں سیرت طیبہ کے واقعات میں مخصوص جملوں کو بیان کرتے ہوئے عربوں کی عادت اور دستور سے استدلال کیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ مؤلف نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلم و بردباری کے ضمن میں قریش مکہ سے درگزر کرنے کے واقعے میں لکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر قریش مکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیا گمان کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ اس پر انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھلائی کی امید ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخی بھائی ہیں اور سخی بھائی کے فرزند ہیں۔(۴)

اس روایت میں اخ کریم وابن اخ کریم کے بارے میں کہتے ہیں:

هذا على عادة العرب في تسمية القريب أخا

یہ عربوں کی عادت ہے کہ قریبی شخص کو بھائی کہتے ہیں۔(۵)

۱۔ صحیح بخاری: کتاب الحدود، باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر...... : حدیث ۶۷۸۰

۲۔ نسیم الریاض: ج ۴، ص ۴۳۶

۳۔ ایضاً: ج ۲، ص ۴۳، ۳۴۲۔ ج ۴، ص ۷، ۷۶، ۹۸، ۱۷۴، ۱۹۱، ۴۳۶۔ ج ۵، ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۸، ۱۴۲، ۳۴۹

۴۔ البیہقی، دلائل النبوۃ: ج ۵، ص ۸۵

۵۔ نسیم الریاض: ج ۲، ص ۲۷۲

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کا سر زمین سے نکلے گا اور یہ فخر نہیں۔ میں سید الناس ہوں گا بہ روز قیامت اور یہ فخر نہیں۔ اور قیامت کے دن میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔(۱)

مؤلف نے لواء الحمد کے حوالے سے وضاحت کی کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہو گا، کیوں کہ عربوں کی عادت ہے کہ جھنڈا رئیس اٹھاتا ہے۔(۲)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے مؤلف نے وجعلت امتک لایجوز لھم خطبۃ میں لفظ خطبے کے لیے عرب کی عادت بیان کی:

وکان عادۃ العرب اذا اجتمعوا فی نادقام منھم واحد فخطب إذا تفاخروا أو تصالحوا أرادوا وعظا(۳)

اور عرب کی عادت تھی جب اکھٹے ہوتے مجلس میں تو انہیں میں سے ایک کھڑا ہوتا پس وہ خطاب کرتا جب وہ فخر کرتے یا وہ صلح کرتے یا وہ وعظ کا ارادہ کرتے۔

اشعار سے استدلال

علامہ خفاجیؒ نسیم الریاض میں واقعات سیرت بیان کرتے ہوئے اشعار سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ ان اشعار میں صحابہ کرامؓ کے اشعار بھی شامل ہیں۔ علامہ خفاجیؒ نے جن صحابہ کرامؓ کے اشعار نقل کیے، ان میں حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عباسؓ، حضرت کعبؓ، حضرت ابوسفیان بن الحارثؓ کے اشعار شامل کیے ہیں۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔(۴)

اشعار سے استدلال کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ الہیثمی: کتاب البعث، باب منہ فی الشفاعۃ، حدیث ۱۸۵۰۴

۲۔ نسیم الریاض: ج ۳، ص ۲۱۹

۳۔ ایضاً: ص ۸۵

۴۔ ایضاً: ج ۱، ص ۵۱۳

علامہ خفاجیؒ یحمد غدا أو یذم محلہ میں لفظ محلہ کے معنی بیان کرتے ہوئے شعر سے استدلال کرتے ہیں:

المحل مکانة الاقامة، ولیس المحل بملغی کالمقام فی قول الشماخ

محل اقامت کی جگہ پر استعمال ہوتا ہے اور محل بے معنی نہیں ہے۔ جیسے اشماخ کے قول میں ہے:

وماقدوردت بغیت عنه
مقام الذئب کالرجل اللعین(۱)

جیسے اس شعر میں مقام الذئب میں مقام محل کے معنی میں ہے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ قال: لا یجلس قوم مجلسا اُس میں قوم کے لیے خفاجی وشعر سے استدلال کرتے ہیں:

والقوم جماعة الرجال خاصة، بقوله:

أقوم آل حصن أم نساء(۲)

اور قوم کا لفظ مردوں کی جماعت کے لیے خاص ہے جیسا اس قول میں ہے کہ کیا اٰل حصن کی قوم بھی مرد ہیں یا عورتیں۔

مؤلف "ورفع ذکری" کی وضاحت میں حضرت حسانؓ کا شعر بیان کرتے ہیں:

أی جعلنی مذکورا فی الملاء الاعلی، وجعل اسمی طراز الجنان، ومقرونامع اسمه علی کل لسان، وعلی المنار فی کل اقامة وأذان کما قال حسان رضی اللہ عنہ:

وضم إلا له اسم النبی إلی اسمه
إذا قال فی الخمس المؤذن أشهد(۳)

۱۔ نسیم الریاض: ج ۱، ص ۸۳
۲۔ نسیم الریاض: ج ۵، ص ۷۶
۳۔ ایضاً: ج ۳، ص ۸۰

یعنی میرے ذکر کو ملائے اعلیٰ میں بیان کیا۔ اور میرے نام کو دل کی راحت کا ذریعہ بنایا اور بنایا اپنے نام کے ساتھ ملا ہوا ہر زبان پر اور ہر اقامت اور اذان میں لیا جاتا ہے۔ جیسے حسانؓ نے کہا:

اور اللہ نے نبی کے نام کو ملا لیا اپنے نام کے ساتھ

جب پانچ وقت مؤذن کہتا ہے اشھد

علامہ خفاجیؒ نے جن شعراً سے استدلال کیا ان کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں صوفیاء، فقہاء، اور نامور شعراء شامل ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

مؤلف نے صرف نقل اشعار پر اکتفا نہیں کیا بل کہ ان اشعار کی توضیح وتشریح بھی کی ہے اور ان میں موجود مشکل الفاظ کی لغوی وضاحت بھی کی ہے۔

علامہ خفاجیؒ نے درج ذیل شعرا کے کلام کو بیان کیا ہے۔

علی بن ہارون۔(۱)

ابن المقری۔(۲)

العزیز المجی۔(۳)

النابغہ۔(۴)

ابن عضور۔(۵)

الاخطل۔(۶)

قیس الرقیات۔(۷)

۱۔ نسیم الریاض: ج ۱، ص ۱۳۔۱۴

۲۔ ایضاً: ص ۱۴: ج ۴، ص ۲۸۶

۳۔ ایضاً: ص ۲۲

۴۔ ایضاً: ص ۲۳۔ ج ۲، ص ۱۸۰۔ ج ۳، ص ۱۹۹، ۳۱۰، ۳۲۱۔ ج ۴، ص ۱۰۲، ۵۳۲۔ ج ۵، ص ۳۳۳

۵۔ ایضاً: ص ۳۱

۶۔ ایضاً: ص ۳۵

۷۔ ایضاً: ص ۷۳، ۱۵۲

المتنبی۔(۱)

ابوابی تمام۔(۲)

ابونواس۔(۳)

سعدالدین ابن عربی۔(۴)

ابن سیدہ۔(۵)

الخنساء۔(۶)

ذوالرمۃ۔(۷)

اشماخ۔(۸)

الاعشیٰ۔(۹)

ابن الرومی۔(۱۰)

جریر۔(۱۱)

۱۔ ایضاً، ۳۹، ۸۰، ۱۲۳، ۲۹۲، ۴۴۹، ۴۵۶، ۴۸۴۔ ج ۲، ص ۲۳، ۱۸۹، ۳۱۴۔ ج ۴، ص ۵۳۶۔ ج ۵، ص ۲۶۹، ۳۱۲، ۳۲۳، ۴۰۱، ۴۳۸، ۴۵۲۔ ج ۶، ص ۱۴۸، ۱۸۹، ۲۵۷، ۲۸۴، ۳۴۴

۲۔ نسیم الریاض: ص ۵۹، ۳۴۸، ۳۵۷۔ ج ۳، ۲۹۷۔ ج ۴، ص ۱۱۱، ۱۵۷، ۲۱۷۔ ج ۵، ص ۳۰۴۔ ج ۶، ص ۱۲۸، ۲۳۱

۳۔ ایضاً: ص ۵۹، ۷۵، ۱۲۳، ۴۰۱: ج ۲، ص ۱۰۶، ۴۸۲: ج ۴، ص ۵۳۹: ج ۶، ص ۹۸، ۲۴۰، ۲۴۱

۴۔ ایضاً: ص ۵۹

۵۔ ایضاً: ص ۶۴

۶۔ ایضاً: ص ۶۵

۷۔ ایضاً: ص ۸۳، ۴۶۲۔ ج ۳، ۲۶۶۔ ج ۵، ص ۳۱۱

۸۔ ایضاً: ص ۸۳، ۱۰۳۔ ج ۳، ص ۱۶۰۔ ج ۴، ص ۵۳۸۔ ج ۵، ص ۴۵۲

۹۔ ایضاً: ص ۱۰۳۔ ج ۲، ص ۱۰۰، ۱۷۷۔ ج ۳، ص ۲۴۳، ۳۳۶، ۳۵۴

۱۰۔ ایضاً: ص ۱۱۱، ۴۷۸۔ ج ۲، ص ۱۱۷، ۱۳۸۔ ج ۳، ص ۳۳۵، ۳۶۶۔ ج ۴، ص ۵۱۷

۱۱۔ ایضاً: ص ۱۱۵۔ ج ۲، ص ۱۰۸۔ ج ۳، ص ۳۳۳

المرزوقی۔(۱)

الغنوی۔(۲)

طرفۃ بن عبد۔(۳)

الحماسی۔(۴)

ابن طباطبا۔(۵)

البوصیری۔(۶)

البردۃ۔(۷)

ابن الوردی۔(۸)

الفرزدق۔(۹)

زہیر۔(۱۰)

حسانؓ۔(۱۱)

۱۔ ایضاً: ج۱،ص۱۱۹

۲۔ نسیم الریاض: ایضاً: ص۱۲۰

۳۔ ایضاً: ص۱۲۰، ۵۲۴

۴۔ ایضاً: ص۱۲۱، ۲۶۵، ۳۹۸۔ ج۲،ص۲۴۸، ۲۶۸۔ ج۳،ص۷۶، ۱۹۵

۵۔ ایضاً: ص۱۲۳

۶۔ ایضاً: ص۱۵۶، ۴۷۸۔ ج۲،ص۱۵۵، ۱۶۱، ۲۲۷، ۳۶۵، ۴۳۹۔ ج۳،ص۲۳، ۳۵۲، ۴۸۹۔ ج۳،ص ۱۹، ۵۷، ۲۳۴، ۳۲۵، ۳۲۷، ۴۵۷۔ ج۵،ص۳۶۱: ج۶،ص۴۷، ۱۶۰، ۲۴۸

۷۔ ایضاً: ص۱۷۰۔ ج۲،ص۲۸۱، ۳۹۴، ۴۰۰۔ ج۳،ص۴۸، ۱۳۰۔ ج۴، ۵۷، ۶۶۔ ج۶،ص۱۵۹، ۳۹۷

۸۔ ایضاً: ص۱۷۲۔ ج۲،ص۳۹، ۳۵۷۔ ج۵،ص۳۰۴

۹۔ ایضاً: ص۱۸۸، ۵۱۔ ج۲،ص۳۰۸۔ ج۳،ص۲۵۰، ۲۸۳

۱۰۔ ایضاً: ص۲۰۵، ۲۶۷، ۵۱۶۔ ج۴،ص۱۲۲۔ ج۵،ص۷۶۔ ج۶،ص۸۴

۱۱۔ ایضاً: ص ۲۳۴، ۲۹۲، ۴۲۳، ۵۱۴۔ ج۲،ص ۲۵۵، ۲۶۵، ۲۸۱۔ ج۳،ص۸۰، ۲۹۰۔ ج۴،ص ۲۴۵، ۳۲۶، ۳۴۱۔ ج۵،ص۲۶، ۱۹۸، ۳۴۱۔ ج۶،ص۱۹۳، ۲۴۲، ۲۴۳، ۳۸۴، ۴۵۲

عمارہ۔(۱)

العراقی۔(۲)

ابوفراس۔(۳)

ابن مالکؒ۔(۴)

سہیلیؒ۔(۵)

أشار الطائی۔(۶)

بشار۔(۷)

البحتری۔(۸)

الحمیری۔(۹)

الدمامینی۔(۱۰)

ابن حجر۔(۱۱)

ابن نباتہ المصری۔(۱۲)

۱۔ ایضاً: ص۲۴۸

۲۔ نسیم الریاض: ص۲۴۹، ۲۸۵۔ ج۴، ص۴۸۲

۳۔ ایضاً: ص۲۵۸، ۲۹۳، ۵۰۴۔ ج۲، ص۱۲۷۔ ج۴، ص۱۳: ج۵، ص۱۶۲

۴۔ ایضاً: ص۲۶۶، ۴۱۳، ۴۹۸۔ ج۲، ۳۳، ۱۷۷، ۲۶۶، ۴۹۰۔ ج۳، ص۴۹۱

۵۔ ایضاً: ص۲۶۹

۶۔ ایضاً: ص۲۶۹

۷۔ ایضاً: ص۲۷۷

۸۔ ایضاً: ص۲۸۵، ۳۴۱، ۴۴۹، ۵۲۲، ۵۲۹۔ ج۲، ص۴۲۱۔ ج۳، ص۳۷۶۔ ج۵، ص۱۸۰

۹۔ ایضاً: ص۳۰۵

۱۰۔ ایضاً: ج۱، ص۳۰۷

۱۱۔ ایضاً: ص۳۰۸۔ ج۲، ص۱۰۵، ۱۸۲۔ ج۴، ص۴۲۰، ۵۰۶

۱۲۔ ایضاً: ص۹۳، ۳۱۶، ۵۱۶۔ ج۳، ص۱۳۵۔ ج۴، ص۳۴۲۔ ج۵، ص۶۷

ابن تمیم۔(۱)

الرازخانی۔(۲)

ابن درید۔(۳)

المنازی۔(۴)

العلاء الموصلیؒ۔(۵)

الکمیت۔(۶)

ابن الفارض۔(۷)

الشاطی۔(۸)

ابوالعباس الاشبیلی۔(۹)

الصرصری۔(۱۰)

ھدبۃ۔(۱۱)

حضرت عمرؓ۔(۱۲)

۱۔ ایضاً:ص ۳۲۴

۲۔نسیم الریاض:ص ۳۲۹

۳۔ ایضاً:ص ۳۴۳

۴۔ ایضاً:ص ۳۴۸

۵۔ ایضاً:ص ۳۹۳

۶۔ ایضاً:ص ۴۰۱

۷۔ ایضاً: ص ۴۳۳۔ج ۲،ص ۲۵۲۔ج ۴،ص ۴۲۳۔ج ۵،ل ۱۸۵۔ج ۶،ص ۳۳۰،۴۲۹

۸۔ ایضاً:ص ۴۶۳

۹۔ ایضاً:ص ۴۷۲

۱۰۔ ایضاً:ص ۴۷۳۔ج ۲،ص ۱۹۷، ۲۵۳، ۲۸۷، ۳۱۱، ۳۶۲، ۴۶۰۔ج ۳،ص ۱۶۶۔ج ۵،ص ۲۳۲۔ج ۶،ص ۴۳

۱۱۔ ایضاً:ص ۴۷۴

۱۲۔ ایضاً:ص ۴۸۲

الاصبح العدوانی۔(۱)

شہاب منصوری۔(۲)

حضرت علیؓ۔(۳)

التبریزی۔(۴)

ابوکثیر الھذی۔(۵)

المعری۔(۶)

ابن سناء الملک۔(۷)

ابوطالب۔(۸)

رؤبۃ۔(۹)

العجاج۔(۱۰)

ابن عباد المغربی۔(۱۱)

ابن الوکیل۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض:ص ۴۸۴

۲۔ایضاً:ص ۴۹۸۔ج ۴،ص ۲۱

۳۔ایضاً:ص ۴۹۹۔ج ۳،ص ۳۷۲

۴۔ایضاً:ص ۵۰۱

۵۔ایضاً:ص ۵۰۷

۶۔ایضاً:ص ۵۰۷۔ج ۳،ص ۱۸۰، ۴۵۴۔ج ۶،ص ۲۷

۷۔ایضاً:ص ۵۱۳:ج ۲، ۱۳۴

۸۔نسیم الریاض:ج ۱،ص ۵۱۳

۹۔ایضاً:ص ۵۱۴

۱۰۔ایضاً:ص ۵۱۵

۱۱۔ایضاً:ص ۵۲۲

۱۲۔ایضاً:ص ۴۲۶، ۵۲۲

الحریری۔(۱)

الدمامیری۔(۲)

حبیب۔(۳)

حرقۃ بنت النعمان۔(۴)

مالک۔(۵)

الصفدی۔(۶)

لقیط بن عامر۔(۷)

خفاجی۔(۸)

ابن الاحنف۔(۹)

المبرد۔(۱۰)

لابی عزۃ۔(۱۱)

العجیر السلولی۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض:ص۱۱۶، ۵۲۲، ۵۲۹۔ج۴،ص۴۳۴

۲۔ایضاً:ج۲،ص۲۲

۳۔ایضاً:ج۳،ص۳۲۰۔ج۶،ص۲۵۷

۴۔ایضاً:ج۲،ص۴۲، ۳۸۵

۵۔ایضاً:ص۷۶

۶۔ایضاً:ص۹۴

۷۔ایضاً:ص۱۰۰

۸۔ایضاً:ص۱۰۵:ج۴،ص۲۸۔ج۶،ص۲۵۹، ۴۴۷

۹۔ایضاً:ص۱۰۵

۱۰۔ایضاً:ص۱۱، ۲۳۸۔ج۳،ص۴۰۔ج۴،ص۲۵۹، ۴۴۷

۱۱۔ایضاً:ص۱۲۶

۱۲۔ایضاً:ص۱۳۳

عبداللہ بن الزبعری۔(۱)

ابن سینا۔(۲)

المنصور۔(۳)

الطرماخ۔(۴)

ابوالعتاھیہ۔(۵)

قاضی ناصح الدین الارجانی۔(۶)

ابن ھانی۔(۷)

البیائیون۔(۸)

ھذلی۔(۹)

الآمدی۔(۱۰)

عباسؓ۔(۱۱)

امیہ بن ابی الصلت۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض:ص۱۴۱

۲۔ایضاً:ص۱۴۶

۳۔ایضاً:ص۱۶۹

۴۔ایضاً:ص۱۸۹،۲۵۷

۵۔ایضاً:ص۱۹۵،۴۵۰۔ج۳،ص۱۳۶۔ج۴،ص۴۲۹

۶۔ایضاً:ج۳،ص۴۵

۷۔ایضاً:ص۸۳

۸۔ایضاً،۱۵۰

۹۔ایضاً:ص۳۱۶

۱۰۔ایضاً:ص۲۵۷۔ج۴،ص۵۰۶

۱۱۔ایضاً،۱۷۲۔ج۴،ص۳۲۶،۵۰۵۔ج۶،ص۱۱۷

۱۲۔ایضاً:ص۲۸۱۔ج۵،ص۲۰۳،۲۰۴

عمر بن ابی ربیعۃ ۔(۱)

تستری ۔(۲)

الاعرابی ۔(۳)

ابن سعید المعربی ۔(۴)

الغزی ۔(۵)

محی الدین بن سحنون ۔(۶)

لبید ۔(۷)

الشاطبی ۔(۸)

القیراطی ۔(۹)

لیلی الاخیلیۃ ۔(۱۰)

عبداللہ الھلالی ۔(۱۱)

خالدی ۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض: ص ۳۵۳۔ج ۵،ص ۱۷۵۔ج ۶،ص ۷۱

۲۔نسیم الریاض: ج ۳،ص ۳۶۰،۴۶۷

۳۔ایضاً: ص ۳۷۵

۴۔ایضاً: ص ۴۰۳

۵۔ایضاً: ص ۴۱۲، ۴۵۴۔ج ۶،ص ۱۹۳، ۴۲۷

۶۔ایضاً: ص ۴۲۰

۷۔ایضاً: ص ۴۵۴۔ج ۵،ص ۳۲۳، ۴۳۸۔ج ۶،ص ۴۰۲

۸۔ایضاً: ص ۴۵۴

۹۔ایضاً: ص ۴۶۰

۱۰۔ایضاً: ج ۴،ص ۱۷، ۲۹۱

۱۱۔ایضاً: ص ۳۵

۱۲۔ایضاً

ابو علی الضریر۔(۱)

ابن النقیب۔(۲)

عمر بن عبدالعزیز۔(۳)

محمود الوراق۔(۴)

شفیق الاسدی۔(۵)

البرهان الحلبی۔(۶)

ناظر الجیش۔(۷)

ابن زیدون۔(۸)

ابن الاعربی۔(۹)

البستی۔(۱۰)

ابوذویب۔(۱۱)

السیوطی۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض: ج۴،ص ۳۵

۲۔ایضاً:ص ۵۷۵

۳۔ایضاً:ص ۱۲۶

۴۔نسیم الریاض: ج۲،ص ۱۹۶۔ج۴،ص ۳۸۸

۵۔ایضاً:ص ۲۰۱

۶۔ایضاً:ص ۲۱۵

۷۔ایضاً:ص ۲۳۴

۸۔ایضاً:ص ۲۳۵

۹۔ایضاً:ص ۲۸۶

۱۰۔ایضاً:ص ۲۹۲۔ج۳،ص ۳۴۸

۱۱۔ایضاً:ص ۳۰۶

۱۲۔ایضاً:ص ۳۲۲: ج۴،ص ۲۶

اسراج الوارق۔(۱)

الجوجری۔(۲)

عشرہ۔(۳)

ابوذر بن موفق الدین۔(۴)

الجوھری۔(۵)

ابن مقبل۔(۶)

ابن المعتز۔(۷)

الدمیری۔(۸)

قیس۔(۹)

کعبؓ۔(۱۰)

امرؤالقیس۔(۱۱)

ابن رشیق القیروانی۔(۱۲)

۱۔ایضاً:ص ۳۲۲۔ج ۴،ص ۶۷۔ج ۶،ص ۳۳۱

۲۔ایضاً:ص ۳۳۸

۳۔ایضاً:ص ۳۵۳۔ج ۳،ص ۱۸۵۔ج ۵،ص ۳۴۱

۴۔ایضاً:ص ۳۶۳

۵۔ایضاً:ص ۳۷۵

۶۔ایضاً

۷۔ایضاً:ص ۳۸۸

۸۔شہاب الدین خفاجیؒ:ج ۳،ص ۱۸۵۔ج ۵،ص ۳۸۹

۹۔ایضاً:ص ۴۱۲

۱۰۔ایضاً:ص ۴۳۶، ۴۶۱۔ج ۳،ص ۴۶۶، ۳۱۳، ۳۷۴۔ج ۴،ص ۲۷۴۔ج ۵،ص ۵۲، ۳۲۵

۱۱۔ایضاً:ص ۴۸۴، ۴۸۹۔ج ۴،ص ۳۴۶۔ج ۴،ص ۴۲۷۔ج ۸،ص ۲۴۸

۱۲۔ایضاً:ج ۳،ص ۲۵

ابن قرناص الحموی۔(۱)

الثعلبی۔(۲)

بشرؓ۔(۳)

ابن جابر الاندلسی۔(۴)

ابن حبیب۔(۵)

ابن المزین۔(۶)

أبی سفیان۔(۷)

حضرت ابوبکر صدیقؓ۔(۸)

ابن اسحاق۔(۹)

سراقۃ۔(۱۰)

علقمۃ۔(۱۱)

الباخرزی۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض:ص ۳۸

۲۔نسیم الریاض:ج ۴،ص ۱۲۷

۳۔ایضاً:ص ۱۳۸

۴۔ایضاً:ص ۱۶۵

۵۔ایضاً

۶۔ایضاً

۷۔ایضاً:ص ۲۰۳

۸۔ایضاً:ص ۲۳۶

۹۔ایضاً،۲۳۹

۱۰۔ایضاً

۱۱۔ایضاً:ص ۲۷۴

۱۲۔ایضاً:ص ۲۹۵

العبدی۔(۱)

ابن ھانی۔(۲)

عروۃ بن حزام۔(۳)

ابن رواحۃؓ۔(۴)

ذوالنون۔(۵)

ورقۃ۔(۶)

ابن سید الناس۔(۷)

ابن سید الحسن۔(۸)

امام النوی۔(۹)

الاصمعی۔(۱۰)

عبداللہ بن رواحۃ۔(۱۱)

عرفلۃ۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض:ص ۳۱۳

۲۔ایضاً:ص ۳۳۰

۳۔ایضاً:ص ۴۳۷

۴۔ایضاً:ص ۴۳۷۔ج ۶،ص ۴۰۴

۵۔ایضاً:ص ۴۵۱

۶۔ایضاً:ص ۴۶۴

۷۔ایضاً:ص ۵۰۶

۸۔ایضاً

۹۔ایضاً:ص ۵۱۱

۱۰۔ایضاً:ص ۵۳۵

۱۱۔ایضاً:ص ۵۳۹

۱۲۔ایضاً:ج ۵،ص ۳۰

ابن درید۔(۱)

ابن الزبعری۔(۲)

ابوعلی۔(۳)

ابن عربی۔(۴)

ابن عطاء۔(۵)

ابن خفاجۃ۔(۶)

ابوسفیان بن الحارث۔(۷)

ابن حمودۃ۔(۸)

ابن النبیہ۔(۹)

جحدر۔(۱۰)

اصیحہ۔(۱۱)

ابن حابط۔(۱۲)

۱۔نسیم الریاض:ص۲۱۶

۲۔ایضاً:ص۴۲۸

۳۔ایضاً:ج۶،ص۵

۴۔ایضاً:ص۲۸

۵۔ایضاً،۱۲۶

۶۔ایضاً،۱۲۷

۷۔ایضاً:ص۱۶۲

۸۔نسیم الریاض:ج۶،ص۲۳۶

۹۔ایضاً:ص۲۳۶

۱۰۔ایضاً:ص۲۵۹

۱۱۔ایضاً:ص۲۶۰

۱۲۔ایضاً:ص۳۵۵

الزمخشری۔(۱)

الشبلیؒ۔(۲)

اس کے علاوہ اور بہت سے اشعار شاعر کا حوالہ دیے بغیر نقل کیے ہیں۔(۳)

۱۔ ایضاً: ص ۳۸۶

۲۔ ایضاً: ص ۴۰۶

۳۔ ایضاً، جلد نمبر ۱، ص ۱۳، ۲۲، ۲۳، ۳۵، ۳۹، ۴۵، ۴۷، ۵۰، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۷، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۴، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۴۵، ۱۵۵، ۱۸۰، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۷، ۲۳۳، ۲۴۰، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۷۳، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۳، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۷، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۳۴، ۳۴۶، ۳۴۸، ۳۶۷، ۳۷۱، ۳۷۴، ۳۸۸، ۳۹۲، ۴۰۰، ۴۲۲، ۴۴۲، ۴۴۹، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۸۱، ۴۸۴، ۴۸۸، ۴۹۴، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۲، ۵۲۳، ۵۲۹، ۵۳۱، ۵۳۲۔ ج ۲، ص ۱۱، ۱۶، ۱۹، ۲۷، ۳۰، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۵۵، ۵۸، ۶۷، ۷۳، ۷۴، ۸۳، ۹۵، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۴۰، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۸، ۱۷۶، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۲۰، ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۹۳، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۹، ۳۱۸، ۳۲۴، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۵۱، ۳۵۶، ۳۸۱، ۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۷، ۴۰۱، ۴۰۸، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۸، ۴۵۳، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۶، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۸۔ ج ۳، ص ۸، ۱۱، ۱۴، ۲۰، ۲۷، ۳۶، ۵۴، ۸۹، ۱۰۶، ۱۲۶، ۱۴۰، ۱۴۶، ۱۶۳، ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۶، ۲۴۶، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۹۲، ۲۹۵، ۳۰۵، ۳۱۱، ۳۲۸، ۳۳۵، ۳۳۸، ۳۴۲، ۳۴۵، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۷، ۳۷۱، ۳۷۹، ۳۸۳، ۴۰۰، ۴۰۶، ۴۲۱، ۴۲۶، ۴۴۲، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۵۱، ۴۵۳، ۳۳۸، ۳۴۲، ۳۴۵، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۷، ۳۷۱، ۳۷۹، ۳۸۲، ۴۰۰، ۴۰۶، ۴۲۱، ۴۲۶، ۴۴۲، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۳، ۴۶۸، ۴۷۵، ۴۸۴، ۴۹۵، ۵۰۷، ۵۱۸، ۵۲۰، ۵۲۱۔ ج ۴، ص ۸، ۲۴، ۴۴، ۴۶، ۵۶، ۸۵، ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۴۱، ۱۴۶، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۶، ۲۱۸، ۲۳۴، ۲۴۳، ۲۴۹، ۲۵۳، ۲۶۳، ۲۷۶، ۲۹۷، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۸، ۳۲۲، ۳۳۰، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۹۷، ۴۲۵، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۲، ۴۳۶، ۴۴۱، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۸، ۴۸۵، ۴۹۰، ۵۰۴، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۲۵، ۵۴۱، ۵۴۳۔ ج ۵، ص ۴۸، ۷۴، ۸۲، ۸۳، ۸۶، ۹۱، ۱۰۱، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۴۹، ۱۷۴، ۱۷۹، ۲۰۵، ۲۳۰، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۳، ۲۸۰، ۲۸۱، ۳۰۱، ۳۱۲، ۳۲۶، ۳۲۹، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۴۲، ۳۵۹، ۴۳۸، ۴۴۳، ۴۵۱، جلد نمبر ۶، ص ۷، ۸۴۵، ۴۶، ۵۰، ۶۴، ۶۵، ۸۸، ۹۷، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۲، ۱۵۲، ۱۶۳، ۱۷۶، ۱۸۷، ۱۹۴، ۲۰۴، ۲۱۳، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۷۲، ۲۸۲، ۲۹۵، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۳، ۳۵۳، ۳۶۷، ۳۸۰، ۳۸۳، ۳۶۷، ۳۹۴، ۳۹۷، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۴۲

ماہنامہ

تعمیرِ افکار

کراچی — پاکستان

کی دو اہم پیش کش

اشاعتِ خاص

صفحات ۵۷۶

مسلکی اور فقہی اختلافات

حدود، قیود، آداب

صفحات ۵۰۲

دینی مدارس

روایت، ضرورت، امتیاز

ناشر

زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے-۱۸/۴، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی-۷۴۶۰۰، فون: ۳۶۶۸۴۷۹۰

info@rahet.org - www.rahet.org

zawwar academy publication

research academy for higher education & technology